7
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۴ اگست ۱۹۵۹ء
ہدیہ چار آنے
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

درود کے بعد کی دعا

عَنْ رُوَيْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ رویفع کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص درود بھیجے مجھ پر اور پھر کہے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ اے اللہ ٹھہرا اس کو اس جگہ جو مقرب ہے تیرے نزدیک قیامت کے دن تو اسکی فضیلت واجب ہو جاتی ہے۔

درود کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْ تَوَفَّاهُ قَالَ فَجِئْتُ اَنْظُرُ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ مَالَكَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ فَقَالَ اِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ اَلَا اُبَشِّرُكَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلٰوةً صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے نکلے) اور ایک باغ میں داخل ہوئے پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا یہاں تک کہ مجھ کو خوف پیدا ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو وفات دی میں آپؐ کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ آپؐ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا تجھ کو کیا ہوا؟ میں نے آپؐ کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا جبرئیل نے مجھ سے کہا۔ کیا آپؐ کو میں اس بات کی بشارت نہ دوں کہ اللہ تعالےٰ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ جو شخص آپؐ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ میں اس پر رحمت بھیجوں گا۔ اور جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا۔ میں اس پر سلام بھیجوں گا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عمر بن الخطاب کہتے ہیں۔ کہ دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ اور اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی۔ جب تک کہ تو درود نہ بھیجے اپنے نبی پر۔ ف۔ یعنی قبولیت دعا کی موقوف ہے درود بھیجنے پر اور درود خود مقبول ہے بطفیل اور توسل اس کے کہ دعا بھی مقبول ہوتی ہے۔

درود کے بعد کی دُعا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ فِى الصَّلٰوةِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ

ترجمہ۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تھے نماز میں (یعنی نماز کے بعد) اور یہ کہتے اللھم انی اعوذ بك من عذاب القبر و اعوذ بك من فتنة المسيح الدجال و اعوذ بك من فتنة المحياء وفتنة الممات اللھم انی اعوذ بك من المأثم والمغرم۔ یعنی اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعے قبر کے عذاب سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں گناہ سے اور قرض سے۔ ایک شخص نے یہ دعا سُن کر آپؐ سے کہا بہت تعجب کی بات ہے۔ آپ کا قرض سے پناہ مانگنا۔ آپ نے فرمایا آدمی جب قرضدار ہوتا ہے۔ تو جھوٹی باتیں کرتا ہے اور وعدہ خلافی کا مرتکب ہوتا ہے۔

التحیات کے بعد کی دُعا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی آخری رکعت کے تشہد سے فارغ ہو تو خدا کے ذریعہ چار چیزوں سے پناہ طلب کرے۔ (۱) عذاب دوزخ سے۔ (۲) عذاب قبر سے۔ (۳) زندگی اور موت کے فتنہ سے (۴) مسیح دجال کے شر اور فتنہ سے

کون سی دُعا مانگے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَآءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے۔ جس طرح قرآن کی سورۃ سکھاتے۔ چنانچہ آپ فرماتے اس طرح مانگو۔ اللھم انی اعوذبك من عذاب جهنم و اعوذبك من عذاب القبر و اعوذبك من فتنة المسيح الدجال و اعوذبك من فتنه المحيا والممات۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۸ر صفر المظفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۴ر اگست ۱۹۵۹ء عیسوی | شمارہ ۵

یوم استقلال

آج ۱۴ر اگست ہے اور یہ پاکستان کا یوم استقلال ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ جس دن آج سے بارہ سال قبل اللہ تعالےٰ نے ہمیں انگریز کی غلامی سے نجات دے کر آزادی کی بیش بہا نعمت عطا فرمائی اور پاکستان کے نام سے ایک نئی اسلامی سلطنت دنیا کے نقشہ پر رونما ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

آج پاکستان اپنی زندگی کے بارہ سال پورے کرکے تیرھویں سال میں داخل ہو رہا ہے۔ اس بارہ سال کے عرصہ میں پاکستان نے دنیوی لحاظ سے ترقی کی جو منازل طے کی ہیں ان کا ہمیں بخوبی علم ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ ہم اس قلیل عرصہ میں بہت سی چیزوں میں نہ صرف خودکفیل ہو چکے ہیں۔ بلکہ بعض چیزوں کو برآمد کرنے کے بھی قابل بن چکے ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے جس مقصد کے لئے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا وہ مقصد اب تک پورا نہیں ہوا۔ یہ مقصد تھا اسلامی تمدن۔ تہذیب اور کلچر کا فروغ۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس لحاظ سے ہم نے معکوس ترقی کی ہے۔ تقسیم سے پہلے اس سرزمین پر شعائرِ اسلامی کی غیروں کے ہاتھوں اتنی توہین نہ ہوتی تھی۔ جتنی آج مسلمان زادوں کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ پاکستان کے عوام اور حکام دونوں کو پاکستان کے بنیادی نظریئے اور مقصد کو جلد از جلد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

بارھواں سال پاکستان کی زندگی میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس سال ۸ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کی صبح کو اس ملک میں فوجی انقلاب برپا ہوا۔ تمام ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ مرکزی اور صوبائی وزارتیں اور اسمبلیاں توڑ دی گئیں آئین منسوخ کر دیا گیا۔ تمام سیاسی پارٹیاں خلاف قانون قرار دے دی گئیں۔ پہلے تمام اختیارات صدر اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کو تفویض کر دیئے گئے۔ لیکن چند روز بعد موجودہ نئی حکومت کی تشکیل کر دی گئی۔

اس انقلاب سے ہمارے ملک میں ایک نئے دَور کا آغاز ہو چکا ہے۔ ہماری نئی حکومت نے دس ماہ کے قلیل عرصہ میں جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ وہ قارئین کرام کے سامنے ہیں۔ ان میں سے زرعی اصلاحات کا نفاذ۔ سمگلنگ۔ بلیک مارکیٹنگ اور ذخیرہ اندوزی کے انسداد کی کوشش۔ سرکاری ملازمین کی تطہیر اور مہاجرین کی آبادکاری۔ اور کورنگی کالونی کی تعمیر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ تعلیمی کمیشن اور قانونی کمیشن اپنا کام ختم کرکے اپنی سفارشات پیش کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے تعلیمی اور عدالتی نظام میں جو تبدیلیاں کی جائینگی وہ بھی ممکن ہے کہ دور رس نتائج پیدا کریں۔ موجودہ حکومت نے نومبر ۱۹۵۹ء میں آئین کمیشن کے تقرر کا بھی اعلان کر دیا ہے۔ حکومت کے اعلان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پاکستان کے آئین کی روح اسلامی ہوگی۔ نئی حکومت کی وجہ سے پاکستان کا وقار دوسرے ممالک میں بلند ہو چکا ہے۔ ہمارے اکثر داخلی اور خارجی مسائل حل ہو چکے ہیں اور بعض کے مستقبل قریب میں حل ہونے کی توقع ہے ہمیں یقین ہے کہ بارھواں سال پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ ایک یادگار سال تصور ہوتا رہے گا۔

آخر میں ہم اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کے عوام اور حکام سب کو پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی سلطنت بنانیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

حکومت اور ہم

ہم گزشتہ شمارہ میں عرض کر چکے ہیں کہ حکومت مغربی پاکستان نے ہم سے تین ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کر لی ہے۔ ہم نے یہ رقم ۵ر اگست کو حکومت کے خزانہ میں جمع کرا دی ہے اس سلسلہ میں ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم حکومت کے متعلق اپنی پالیسی کی وضاحت کر دیں۔ تاکہ حکومت اور قارئین کرام کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔

ہم حکومت کے ہر اس کارنامے کی تعریف کریں گے جو ملک اور قوم کی بہبودی کے لئے سرانجام دیا جائے۔ اس کو خوشامد نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ افعال حسنہ کو سراہنا خوشامد میں شامل نہیں۔ ہمارے نزدیک بیجا خوشامد ایک بد اخلاقی ہے۔ جس سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔ اگر حکومت کتاب و سنّت کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرے گی۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو اس کی اس لغزش سے آگاہ کریں۔ اس میں ہماری ذاتی غرض کوئی نہیں ہوگی۔ ہم صرف قیامت کے دن بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں۔ ہماری معروضات پر عمل کرنا یا نہ کرنا۔ یہ حکومت کا کام ہے۔ اگر وہ عمل کرے گی تو قیامت کے دن بری الذمہ قرار پائے گی۔ ورنہ خطرہ ہے کہ وہ معتوب قرار نہ پائے۔

عوام کے جائز مطالبات حکومت کے سامنے پیش کرنا۔ ہماری ذمہ داری میں شامل ہے۔ اس لئے ہم اس سے بھی گریز نہ کریں گے۔ ان مطالبات کو منظور کرنا یا نہ کرنا حکومت کا اپنا کام ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں سازش

ایک خبر میں بتلایا گیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کی کٹھ پتلی حکومت وہاں زیادہ سے زیادہ ہندوؤں کو بسانے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا جائے۔ کشمیر کے متعلق پاکستان کے موقف کو کمزور کرنے کے لئے یہ ایک

باقی برصفحہ ۱۷

از سید سالار کفیل

اشاراتِ فطرت

مسلمانوں کو تھا آسان چھا جانا ستاروں پر
بھروسہ کر رہے ہیں آج وہ ان کے سہاروں پر

اگر بے رونقی پائی گئی ہے مرغزاروں پر
بسیرا کر کے دیکھو طائر و گلشن کے نظاروں پر

حقیقت پر نظر تھی ذوقِ ایماں کا وہ عالم تھا
ہر اک حرکت ہوا کرتی تھی فطرت کے اشاروں پر

تن آسانی تغافل اور تساہل نے دیا دھوکا
مشیت مسکرا دیتی ہے اب قسمت کے ماروں پر

خدا کے خوف کی برکت سے دل زندہ رہا برسوں
مگر اب سُست ہو کر مر رہا ہے ماہ پاروں پر

وہ لامحدود اپنی قوّتِ پرواز پیدا کر
اُڑا تو کیا اُڑا حدِّ نظر تک ان غباروں پر

خزاں میں پلنے والوں کی نگہ کوتاہ ہوتی ہے
بہت مشکل سے پا سکتی ہے وہ قابو بہاروں پر

صحابہؓ کی اولی العزمی نے دُنیا کو بدل ڈالا
یہی وہ چیز تھی ہر فرد تھا غالب ہزاروں پر

ضرورت ہے کفیلؔ اب قوم کو خونِ مجاہد کی
ہمیں احساس ہو کیوں دل جو مائل ہے نظاروں پر

گلہائے عقیدت

عشقِ نبیؐ میں دل سے جو قربان ہو گیا
دُنیا میں آخرت میں وہ ذیشان ہو گیا

حُبِ خدائے پاک محبتِ رسولؐ کی
دل میں ہے جس کے یہ وہ مسلمان ہو گیا

کیسا اثر ہے نام محمدؐ کے وِرد سے
مشکل کا کام آن میں آسان ہو گیا

حُبِّ نبیؐ کا نیک نتیجہ ملا مجھے
بخشش کا میری حشر میں سامان ہو گیا

شکلِ نبیؐ کا دل میں تصوّر ہے رات دن
سینہ ہمارا مخزنِ عرفان ہو گیا

تھی آرزوئے وصلِ نبیؐ موت آ گئی
کیا خوب دردِ عشق کا درمان ہو گیا

عشقِ نبیؐ میں جوشِ جنوں کا یہ حال ہے
دیکھا ہے جس نے مجھ کو وہ حیران ہو گیا

جس پر خدا کی نظرِ عنایت ہوئی کفیلؔ
وہ خوش نصیب ہی نہیں سلطان ہو گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
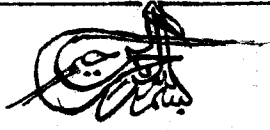
خطبہ یوم الجمعۃ یکم صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۵۹ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امابعد

خبیث اور طیّب برابر نہیں ہو سکتے

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن شریف میں خبیث اور طیّب کی اصطلاح کو استعمال فرمایا ہے

اس کا پہلا ثبوت

(قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝) (سورۃ المائدہ ع ۱۳۔ پ ۷)۔ ترجمہ۔ کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ سو اے عقلمندو اللہ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تمہاری نجات ہو۔

دُوسرا ثبوت

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝) (سورۃ البقرہ ع ۳۷ پ ۳) ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے ستھری چیزیں خرچ کرو اور اس چیز میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے اور اس میں سے ردی چیز کا ارادہ نہ کرو کہ اس کو خرچ کرو۔ حالانکہ تم اسے کبھی نہ لو مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ۔ اور سمجھ لو کہ اللہ بے پرواہ تعریف کیا ہوا ہے۔

حاصل

سابقہ دونوں حوالوں کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ اصطلاح ہے کہ ردی چیز کو خبیث اور ستھری چیز کو طیب کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے

اسی اصطلاح کی بنا پر

چونکہ شرک ایک ناپسندیدہ اور ردّی چیز ہے۔ اسے خبیث کے نام سے تعبیر کیا جائیگا اور توحید ایک محبوب اور پسندیدہ چیز ہے اسے طیب کے نام سے تعبیر کیا جائیگا۔

خبیث عقیدہ شرک کے نتائج ملاحظہ ہوں

پہلا

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝) ۔ (سورہ النساء ع ۷، پ ۵) ۔ ترجمہ۔ بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

معلوم ہُوا

کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور اس کے سب سے بڑا گناہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جو شخص اس گناہ کو کرتے کرتے مر گیا۔ اللہ تعالےٰ اس کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اللّٰھم اعذنا منہ

دوسرا

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا ۝) (سورہ النساء ع ۱۸۔ پ ۵)۔ ترجمہ۔ بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

شرکت

کی معنی حصہ داری ہے اور شریک کے معنی حصہ دار ہے۔ مثلاً دو آدمی مل کر کوئی کاروبار کریں تو کہا جاتا ہے کہ فلاں کاروبار میں ان کی شرکت ہے اور ان دو شخصوں کو شریک کہا جاتا ہے کہ فلاں اور فلاں شخص آپس میں کاروبار میں ایک دوسرے کے شریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے

کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں فلاں کام اللہ تعالےٰ ہی کرتا ہے۔ اب انہیں کاموں کا کرنے والا کسی اور کو بھی خیال کیا جائے تو یہ شرک ہوگا اور کرنیوالا مشرک ہوگا۔

مثلاً نمبر۱

قرآن مجید میں ہے۔ (قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝) (سورۃ السباء ع ۴۔ پ ۲۲۔ ترجمہ۔ کہہ دو میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے۔ روزی کشادہ کر دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

مثلاً نمبر۲

(فَخَسَفْنَا بِہٖ وَبِدَارِہِ الْاَرْضَ ۣ فَمَا کَانَ لَہٗ مِنْ فِئَۃٍ یَّنْصُرُوْنَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۤ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِیْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَکَانَہٗ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُوْنَ وَیْکَاَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ ۚ لَوْلَا

أَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝) سورۃ القصص۔ ع ۸-پ-۲۰ — ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے (قارون کو) اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اسے اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود بچ سکا اور وہ لوگ جو کل اسکے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے۔ (کہ کاش ہمیں بھی اللہ تعالےٰ اتنی دولت دیتا) آج صبح کو کہنے لگے۔ کہ ہائے شامت۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے۔ روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے۔

دو مثالوں سے واضح ہوگیا

کہ رزق کی تنگی یا کشادگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا اب اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے سوا کسی غیر کے دروازے پر رزق کی کشادگی کے لئے ہاتھ پھیلا کر اس سے دعا کرے گا کہ اے فلاں بزرگ یا فلاں فرشتے میرے رزق میں کشادگی کر دے تو وہ شخص باوجود کلمہ گو ہونے کے اس معاملہ میں مشرک ہو جائے گا۔

یا اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے سے اولاد مانگے

تو یہ بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان سنئے (لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ إِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّإِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ إِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝) سورۃ الشوریٰ ع ۵ پ ۲۵) ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

اس اعلان الٰہی سے یہ چیز واضح ہوگئی

کہ اولاد کا دینا یا نہ دینا یا فقط لڑکے دینا یا فقط لڑکیاں دینا یا دونوں قسمیں ملا کر دینے کی توفیق فقط اللہ تعالےٰ ہی کو حاصل ہے۔ لہٰذا کسی دوسرے سے اولاد مانگنا شرک ہوگا اور شرک کی سزا آپ کو معلوم ہے کہ دوزخ ہے

اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا

(وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝) سورۃ الحج ع ۴ پ ۱۷ — ترجمہ۔ اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں۔ یا اسے ہوا اڑا کر کسی دور جگہ میں پھینک دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا بھی قطعاً ممنوع ہے

اس کا ثبوت

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ أَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَأَنْتَ أَحَقُّ بِأَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ آمُرُ أَحَدًا أَنْ يَّسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَاۗءَ أَنْ يَّسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ

(رواہ ابوداؤد ورواہ احمد عن معاذ بن جبل)

ترجمہ۔ قیس رض بن سعد رض سے روایت ہے کہا میں حیرہ گیا تھا۔ (حیرہ کوفہ کے پاس ایک پرانا شہر تھا) پھر میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے مرزبان کو (بادشاہ سے نیچے کوئی سرکاری افسر معلوم ہوتا ہے) سجدہ کرتے ہیں۔ پھر میں نے خیال کیا البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ مستحق ہیں۔ اس بات کے۔ کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (حیرہ سے مدینہ منورہ) آیا۔ پھر میں نے عرض کی۔ بیشک میں حیرہ گیا تھا۔ پھر میں نے ان کو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے مرزبان کو سجدہ کرتے تھے۔ پس آپ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں۔ کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر آپ ؐ نے مجھے فرمایا۔ بھلا یہ تو بتلاؤ۔ اگر میری قبر پر گذروگے تو آیا اس پر بھی سجدہ کروگے۔ پھر میں نے عرض کی۔ نہیں (معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے یہ مسئلہ حضور انور ؐ سے پہلے سنا ہوا تھا۔ کہ آپ کے مزار اقدس پر بھی سجدہ نہ کیا جائے۔ اسی لئے اس نے فوراً جواب دیا کہ حضور ؐ انور کی قبر مبارک پر بھی سجدہ نہیں کروں گا۔ ورنہ تو صاف عرض کرتا کہ یا رسول اللہ ؐ مجھے تو علم نہیں کہ آپ کے مزار اقدس پر سجدہ کیا جائے یا نہ کیا جائے) پھر آپ نے فرمایا۔ کسی کو بھی سجدہ نہ کرو۔ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو البتہ عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ بسبب اس کے کہ اللہ نے ان عورتوں پر مردوں کا جو حق تجویز فرمایا ہے۔

چوتھا

(وَوَهَبْنَا لَهٗ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَأَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَإِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَإِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَاۗئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ أَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝) سورہ الانعام ع ۱۰ پ ۷ — ترجمہ۔ اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق ؑ اور یعقوب بخشا۔ ہم نے سب کو ہدایت دی اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤد ؑ اور سلیمان ؑ اور ایوب ؑ اور یوسف ؑ اور موسےٰ ؑ اور ہارون ؑ ہیں اور اسی طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیتے ہیں اور زکریا ؑ اور یحییٰ ؑ اور عیسیٰ ؑ اور الیاس ؑ

سب نیکو کاروں سے ہیں اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ اور ہم نے سب کو سارے جہان والوں پر بزرگی دی اور ان کے باپ دادوں، اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بعضوں کو ہم نے ہدایت دی اور ہم نے انہیں پسند کیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں کو جسے چاہے اس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کچھ ضائع ہو جاتا (سورہ انعام رکوع ۱۰)

عبرت کا مقام ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے گذشتہ پیش کردہ آیات میں سترہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی گن کر سنائے ہیں۔ اور ان کے علاوہ ان حضرات کے باپ دادوں اور ان کے بھائیوں اور ان کی اولاد کی طرف بھی مجملاً اشارہ فرمایا ہے اور آخر میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سب حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے اعزہ و اقرباء سب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چیدہ بندے تھے اور اگر خدا نخواستہ ان حضرات سے بھی شرک صادر ہوتا تو ان کی سب نیکیاں بھی ضبط ہو جاتیں تو معلوم ہوا کہ شرک اتنی بڑی بلا ہے کہ بفرض محال اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چیدہ حضرات سے بھی یہ گناہ صادر ہو جائے تو بارگاہ الٰہی میں ان کا بھی کوئی احترام نہ رہے۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

عقیدۂ توحید طیب ہے اور اسکے نتائج خوش کن اور راحت رساں ہیں

اس کے شواہد

پہلا

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ سورہ البقرہ ع ۳۴ — پ ۳ —

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا۔ نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے۔ سب اسی کا ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے۔ مخلوقات کے تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے اور وہ سب اسکی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر جتنا کہ وہ چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔

عقیدہ توحید کی اس ایک آیت کی برکت

جو حدیث شریف میں آئی ہے۔ وہ ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ وَکَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَکٰوۃِ رَمَضَانَ فَاَتَانِیْ اٰتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ وَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِیَالٌ وَلِیْ حَاجَۃٌ شَدِیْدَۃٌ قَالَ فَخَلَّیْتُ عَنْہُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَۃَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ شَکَا حَاجَۃً شَدِیْدَۃً وَّعِیَالًا فَرَحِمْتُہٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ قَالَ اَمَا اِنَّہٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّہٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّہٗ فَجَآءَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِیَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُہٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ فَقَالَ اَمَا اِنَّہٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّہٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّہٗ فَجَآءَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھٰذَا اٰخِرُ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ اِنَّکَ تَزْعُمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِیْ اُعَلِّمْکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِھَا اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَأْ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ حَتّٰی تَخْتِمَ الْاٰیَۃَ فَاِنَّکَ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ وَّلَا یَقْرَبُکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّہٗ یُعَلِّمُنِیْ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُنِیَ اللّٰہُ بِھَا قَالَ اَمَا اِنَّہٗ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَیَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَالِکَ شَیْطَانٌ (رواہ البخاری)۔

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکوٰۃ (یعنی صدقہ فطر) کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ پھر میرے پاس ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنا شروع کیا (یعنی اپنے دامن یا برتن میں) پس میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔ اس نے کہا کہ میں محتاج ہوں اور میرے ذمہ بچوں کا نفقہ ہے اور میں سخت ضرورتمند ہوں۔ (ابوہریرہؓ) نے کہا کہ اس کی ان باتوں کو سن کر میں نے چھوڑ دیا۔ صبح کو جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے پوچھا اے ابوہریرہؓ تمہارا رات کا چور کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے سخت ضرورت کا اظہار کیا اور عیالداری کی شکایت کی میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس نے تجھ سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا۔ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا اور میں اس کی تاک میں بیٹھ گیا چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ کو بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا۔ آج میں تجھ کو ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔ اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دو۔ میں بہت محتاج ہوں اور بچوں کا سارا خرچ میرے ذمہ ہے۔ اب میں نہ آؤں گا۔ پھر مجھ کو اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح کو جب میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا تم نے اپنے قیدی (چور) کو کیا کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ اس نے سخت ضرورت کو ظاہر کیا اور بچوں کے خرچ کی شکایت کی مجھ کو اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے تم سے جھوٹ کہا وہ پھر آئے گا۔ بس میں اس کی تاک میں رہا۔

پھر آیا۔ دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنا شروع کیا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا۔ آج میں ضرور تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا اور یہ تین دفعہ میں آخری مرتبہ ہے تو نے کہا تھا کہ اب نہیں آؤں گا۔ اور پھر آگیا۔ اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دو۔ میں تم کو چند ایسے کلمے بتاؤں گا جن سے خدا تم کو نفع پہنچائے گا۔ جب تم سونے کے لئے بستر پر جاؤ۔ تو آیت الکرسی کو پڑھو۔ یعنی لا الہ الا ہو الحی القیوم کو آخر آیت تک تو خدا کی طرف سے تم پر ہمیشہ ایک نگہبان رہے گا۔ (یعنی فرشتہ) اور شیطان تمہارے قریب نہ آئے گا صبح تک۔ یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؐ نے پوچھا تم نے اپنے قیدی (چور) کے ساتھ کیا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ اس نے مجھ سے یہ کہا کہ میں تجھ کو چند ایسے کلمے سکھاؤں گا جو تجھ کو نفع دیں گے۔ پس میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس نے سچ کہا۔ اگرچہ وہ جھوٹا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ تم کو معلوم ہے۔ تین راتوں سے تم کس سے مخاطب تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ شیطان تھا۔ (بخاری شریف)

سُبحان اللہ ایک ہی توحید کے کلمہ طیبہ

میں کتنی برکت ہے کہ اگر کروڑھا۔ اربہا۔ کھربہا۔ پدمہا۔ سنکھہا انسان سوتے وقت اللہ تعالیٰ کے مومن بندے پڑھ کر سوئیں تو اتنی ہی تعداد کے فرشتے ان کی حفاظت کے لئے متعین ہو جائیں گے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک اور کلمہ توحید کی برکت

ملاحظہ ہو۔ عَنْ اَبِیْ عَیَّاشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کَانَ لَہٗ عَدْلُ رَقَبَۃٍ مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَکُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّحُطَّ عَنْہُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ وَّرُفِعَ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَّکَانَ فِیْ حِرْزٍ مِّنَ الشَّیْطٰنِ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ قَالَھَا اِذَا اَمْسٰی کَانَ لَہٗ مِثْلُ ذٰلِکَ حَتّٰی یُصْبِحَ فَرَاٰی رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبَا عَیَّاشٍ یُّحَدِّثُ عَنْکَ بِکَذَا وَکَذَا قَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَیَّاشٍ (رواہ ابو داؤد و ابن ماجۃ)

ترجمہ۔ ابی عیاشؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے صبح کے وقت یہ پڑھا۔ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) اس نے گویا کہ (حضرت) اسماعیل کی اولاد میں سے ایک غلام کو آزاد کیا۔ (علاوہ ازیں) ان کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور (دربار الٰہی کی طرف) اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ شخص شام تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور ان کلمات کو شام کے وقت پڑھا تو بھی ویسا ہی ثواب ملے گا۔ (جیسا کہ صبح کے وقت پڑھنے سے ملا تھا) یعنی صبح تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ پھر ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا عیاش آپ کی طرف سے اس اس طرح کہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ابو عیاش نے سچ کہا ہے

عبرتناک

مقام ہے کہ ایک کلمہ توحید کے زبان سے صبح کے وقت سے نکلنے سے اتنا بڑا عظیم الشان ثواب ملتا ہے اور اگر شام کے وقت اسی کلمہ کو دہرایا جائے تو پھر ساری رات بلکہ صبح تک انسان کو یہ اجر ملتا رہے گا۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک اور شرکیہ کلمات سے بچائے اور توحید کے کلمات منہ سے نکالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الہ العالمین

جمیلہ انور لائلپوری

جذبِ دروں

خوشا نصیب مدینہ مقام ہو جائے
درِ حبیب پہ حاضر غلام ہو جائے

ترے حضور میں پہنچوں تو عرض حال کروں
یہی مداوائے رنج و آلام ہو جائے

پہنچ کے ایک دفعہ پھر نہ واپسی ہو کبھی
بسر وہیں یہ میری صبح و شام ہو جائے

ہزار چین سے سوؤں میں صبح محشر تک
ترے بقیع میں جو حاصل قیام ہو جائے

ہے ہیچ اس کی نگاہوں میں جامِ جم آتا
نصیب جس کو ترے خم سے جام ہو جائے

جہہ جلال سکندر بھی کیا ہے اس کے لئے
وہ میکشوں میں ترے جس کا نام ہو جائے

ہزاروں مقصدِ دل پا گئے ترے در سے
بعید کیا ہے جو میرا بھی کام ہو جائے

دعا ہے جلد میسر ہو حاضری مولےٰ
سحر امید کی یونہی نہ شام ہو جائے

ہزار دانش و عرفاں کرے نثار انور
جنوں میں ان کے جو قصہ تمام ہو جائے

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۶ اگست ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

امابعد۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس مجلس میں ہر جمعرات کو نئے نئے احباب آتے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اس مجلس کی غرض کیا ہے۔ اس مجلس کی غرض یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی صحت روحانی درست فرما دیں۔ انسان کی صحت کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ صحت جسمانی۔ صحت جسمانی کا تعلق خورد و نوش سے ہے۔ اس سے انسان دنیا کے کاروبار کرتا ہے۔ صحت جسمانی کی بحالی کا خیال کافر اور مومن سب کو ہے۔ ۲۔ صحت روحانی کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا تعلق اللہ تعالےٰ سے درست ہو جائے اور وہ اس سے راضی ہو جائے۔ جس کو یہ نعمت نصیب ہے تو سمجھئے کہ اس کی روحانی صحت درست ہے۔ عام طور پر صحت روحانی کا احساس نہیں ہے۔ یہ احساس بھی کرانے سے پیدا ہوتا ہے۔ تعلق باللہ کی درستی کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ سے راضی ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ ہم سے راضی ہو جائے۔ بڑے بدنصیب ہیں وہ انسان جن کو کسی اللہ کے بندے نے اس طرف توجہ نہیں دلائی۔ قرآن مجید کے تیس پاروں اور احادیث کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہو جائے اور بندہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہو جائے۔ مثلاً فرض کیجئے آج ہمارے گھر میں پکانے کے لئے کچھ نہیں ہے اور ہمارے بال بچے نمک مرچ سے روٹی کھا رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق درست ہے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ جس نے ہمیں روٹی تو دی ہے۔ ایسے بھی تو ہیں۔ جن کے پاس روٹی بھی نہیں ہے۔ اور وہ گلی کوچوں میں بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اے اللہ! تیرا شکر ہے تو نے ہمیں عزت اور آبرو سے گھر میں روٹی پکا کر کھانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو اور شکر کرو اور دین کے معاملہ میں اوپر والے کو دیکھو تاکہ یہ احساس ہو جائے کہ ہم اس سے ادنےٰ درجہ پر ہیں۔ جب اللہ تعالےٰ آپ کو یہاں لاتے ہیں تو میرا فرض ہے کہ میں آپ کو صحت روحانی کی بحالی کی طرف توجہ دلاؤں۔

صحت جسمانی بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو صحت جسمانی بھی عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ لیکن صحت روحانی اس سے زیادہ ضروری ہے۔ اگر آپ دق کی مریضہ بہو کو اپنے بیٹے کے لئے پسند نہیں کرتے۔ نہ آپ اپنے لئے دق کا مریض نوکر رکھنا چاہتے ہیں۔ تو کیا اللہ تعالےٰ کو روحانی مریضوں کی ضرورت ہے؟ اگر آپ بڑے نازک مزاج ہیں، تو وہ تو نازک مزاجوں کا خالق ہے۔ اس کی نزاکت طبع کا ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ وہ بھی روحانی مریضوں کو پسند نہیں فرماتا۔

روحانی صحت کی بحالی کے لئے اولیاء کرام کی صحبت ضروری ہے۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ رنگ ہے قرآن۔ اس رنگ کے رنگ فروش ہیں علمائے کرام اور رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام۔ جیسے ایک شخص پگڑی کو رنگوانا چاہتا ہے تو وہ رنگ فروش سے پڑیہ میں رنگ لائے گا اور رنگ ساز کو دے گا۔ رنگ ساز پگڑی کی تار تار میں رنگ دے دیگا۔ اسی طرح کتاب و سنت کا رنگ علمائے کرام سے ملتا ہے اور اس رنگ کے رنگین بنانے والے صوفیائے عظام ہیں۔

حضرت دین پوریؒ میری بیعت کے بعد چالیس سال زندہ رہے۔ اس عرصہ میں ان سے میں نے کسی کتاب کا ایک سبق نہیں پڑھا۔ لیکن جو اللہ اللہ کرنے کا سبق انہوں نے پڑھایا۔ وہ میں نے دس سال کی عمر میں شروع کیا تھا۔ اب میری عمر ۷۵ سال کی ہے۔ میں جب کبھی انکی خدمت میں حاضر ہوتا تو کچھ نہ کچھ دے ہی دیا کرتے تھے۔ جو موتی انکی صحبت میں ملے ہیں خدا کی قسم وہ بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ یہ موتی قبر میں ساتھ جائیں گے۔ اور ان کی برکت سے قبر بہشت کا باغ بن جائے گی۔ بادشاہ جب مرتے ہیں تو موتیوں سے مرصع تاج شاہی ان کے سر سے اتار کر دوسروں کے سر پر رکھ دیا جاتا ہے۔ میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ جو صوفی کتاب و سنت کا عالم نہیں۔ میرے مرنے کے بعد اسکے پاس ہرگز نہ بیٹھیں جو کتاب و سنت کا عالم نہیں وہ کسی کی صحیح رہنمائی کر ہی نہیں سکتا۔ ہم اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں اور رسول اللہ کی امت ہیں۔ وہی شخص ہمارا رہنما ہو سکتا ہے جو کتاب و سنت کا عالم ہو۔ میں کہا کرتا ہوں ایک شخص صوفی کہلائے۔ آسمان پر اڑتا ہوا نظر آئے۔ لاکھوں مرید پیچھے لگوا کر لائے اور قبلۂ عالم کہلائے۔ اگر اس کا مسلک کتاب و سنت کے خلاف ہے تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اسکی بیعت کرنا حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے ورنہ وہ بھی جہنم میں جائے گا اور تمہیں بھی ساتھ لے جائے گا۔

یہ تو تمہید ہی تھی۔ جو احباب آج نئے آئے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا ضروری تھا کہ اس مجلس کی غرض ہے۔ صحت روحانی کی درستی۔ آج کا عنوان ہے

۱۔ جیسے صحت جسمانی بنتی اور بگڑتی رہتی ہے۔ ویسے ہی صحت روحانی بھی بنتی اور بگڑتی رہتی ہے

۲۔ جس طرح صحت جسمانی کے بگڑنے کے اسباب ہیں اسی طرح صحت روحانی کے بگڑنے کے بھی اسباب ہیں

۳۔ اگر خود جسمانی امراض کا ماہر معالج ہے طبیب ہے یا ڈاکٹر تو مرض کا سبب معلوم کر کے اپنا علاج خود کر لے گا۔ ورنہ کسی ماہر معالج سے علاج کرائے گا۔ اسی طرح اگر تربیت یافتہ ہے تو روحانی امراض کے اسباب خود تلاش کرے گا۔ اگر تربیت یافتہ نہیں تو کسی کامل سے پوچھیگا

بادی بتلائے گا کہ صحت روحانی کے بگڑنے کے اسباب کیا ہیں۔ اور ان کا علاج کیا ہے۔

جب صحت روحانی درست ہو۔ تو انسان نماز شوق سے پڑھتا ہے۔ اگر بگڑ جائے تو رسمی نماز پڑھتا ہے۔ تاکہ تارک نماز نہ کہلائے۔ لیکن دل نماز پڑھنے کو نہیں چاہتا۔ بعض لوگ جب میرے پاس آ کر یہ شکایت کرتے ہیں کہ نماز میں دل نہیں لگتا تو میں جھٹ کہتا ہوں کہ تم نے حرام کھایا ہو گا۔ اللہ والوں کو حرام کی بو آتی ہے۔ کمالات محمدیہ میں نبوت کے سوا سب کمالات منتقل ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک گناہوں کی بو کا آنا بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گناہوں کی بو آتی تھی۔ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ بعض لوگ وضو اچھا کر کے نہیں آتے اور نماز ہماری خراب کرتے ہیں۔ آپؐ کی نزاکت طبع ملاحظہ ہو کہ ایک شخص دسویں یا بارھویں صف میں کھڑا ہے۔ اس نے وضو اچھا نہیں کیا۔ اس کی بو رسول اللہؐ کو آ رہی ہے۔ یہ چیز چلی آ رہی ہے۔ ایک بزرگ کا واقعہ ہے۔ وہ ایک بار غسل خانہ میں استنجا کرنے کیلئے گئے۔ باہر آ کر ایک نوجوان سے پوچھتے ہیں تم نے زنا کیا ہے۔ وہ مان گیا۔ اس نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ تمہارے استنجے کے پانی میں زنا کے اثرات تھے۔ ہماری جماعت میں ایسے اللہ کے بندے موجود ہیں۔ جن کو گناہوں کی بو آتی ہے۔ میں آپ کو ان کا نام نہیں بتلاؤں گا تاکہ ان کو نظر نہ لگ جائے۔ جس طرح مریض کے لئے ضروری ہے کہ طبیب کو اپنے پوشیدہ حالات بتلائے۔ اسی طرح طالب کے لئے ضروری ہے کہ شیخ کو سب حالات بتلائے تاکہ وہ اصلاح کر سکے۔

صحت روحانی بنتی تب ہے۔ جب اللہ تعالےٰ سے تعلق درست ہو۔ اور اس وقت بگڑتی ہے جب اللہ تعالےٰ سے تعلق بگڑ جائے۔ حرام کھانے سے اللہ تعالےٰ سے تعلق بگڑ جاتا ہے۔ لاہور میں دیہات کی نسبت زیادہ چیزیں حرام کی ہوتی ہیں۔ جس طرح جسمانی صحت بد پرہیزی سے بگڑ جاتی ہے۔ اسی طرح روحانی صحت بھی بد پرہیزی سے بگڑ جاتی ہے روحانی صحت کی بد پرہیزی حرام کھانا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ الَّذِيْنَ اِذَا رُأُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ الحدیث (رواهما احمد والبیهقی فی شعب الایمان) باب حفظ اللسان والغیبة والشتم (ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آئے۔) ان کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کے ایسے بندے بھی ہوتے ہیں۔ جن کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ بھول جاتا ہے۔ صحت روحانی بگڑ جاتی ہے۔ میرے ابتدائی دوستوں میں سے ایک شخص کا واقعہ میں اکثر ذکر کیا کرتا ہوں۔ انہوں نے کسی اللہ کے بندے سے اللہ کا نام سیکھا تھا جنکی برکت سے ان کے سینہ میں ایک چراغ روشن تھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں ایک دن پانی والے تالاب کی طرف سے دہلی دروازہ کی جانب جا رہا تھا۔ سنہری مسجد سے ذرا آگے ایک نوجوان حسینہ جمیلہ دوشیزہ ہندو لڑکی پر میری نظر کا پڑنا تھا کہ وہ چراغ بجھ گیا۔ اور اس کے بعد آج تک روشن نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ تو اتنا نازک مزاج محبوب ہے کہ وہ غیر پر نظر پڑ جائے تو روٹھ جاتا ہے کہ ہم سے بھی یاری اور غیروں سے بھی یاری۔ بعض اوقات بے دینوں کی صحبت سے بھی صحت روحانی بگڑ جاتی ہے۔ وہ نازک مزاج محبوب انسان کی شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ ان کا اپنا ارشاد ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (سورہ ق۔ رکوع ۲۔ پ ۲۶) (ترجمہ اور ہم اس سے اس کی رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں۔) بعض اوقات انسان ایک نظر سے پھنس جاتا ہے۔ ایک نظر پڑی اور طبیعت بگڑ گئی۔ اللہ تعالےٰ ناراض ہو گئے اور تعلق کاٹ دیا۔ اسی لئے حکم ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ الایہ (سورہ النور رکوع ۴۔ پ ۱۸) ۔ ترجمہ (ایمان والوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں۔ اور شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں) یہ ایماندار مردوں کے لئے حکم ہے۔ ایماندار عورتوں سے بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں۔ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ الایہ ۔ ترجمہ (اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں)

میں نے صحت روحانی کے بگڑنے کے دو سبب عرض کئے ہیں۔ ۱۔ حرام یا مشتبہ چیز کا کھانا۔ ۲۔ بے دینوں کی صحبت۔ تربیت یافتہ انسان تو خود محسوس کرتا ہے کہ صحت روحانی کے بگڑنے کے اسباب کیا ہیں اور کونسا گناہ ہوا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے ہیں۔ عام آدمی اس کو محسوس نہیں کرتے۔ اللہ مجھے اور آپ کو مرتے دم تک اپنی روحانی صحت کے بحال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

علم اور چیز ہے۔ عمل اور چیز ہے جس طرح طب کی کتابیں پڑھنے کے بعد کسی ماہر طبیب کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ یا سائنس کی کتابیں پڑھنے کے بعد کسی لیبارٹری میں تجربہ حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح صحیح علم حاصل کرنے کے بعد صحبت کی بھی ضرورت ہے۔ صحبت میں رنگ چڑھتا ہے۔ بعض آدمی باتوں سے دوسروں کو موہ لیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بڑے عالم ہیں۔ لیکن نماز ایک بھی نصیب نہیں ہوتی۔ عمل میں کھوٹے ہیں۔ علم صحیح حاصل کر لینے کے بعد عمل کی توفیق نہیں ہوتی۔ جب تک کہ کسی عامل کی صحبت نصیب نہ ہو اول صحیح علم کی ضرورت ہے اور وہ کتاب و سنت کا علم ہے۔ اس کے بعد اللہ والوں کی صحبت ممتدہ بھی ضروری ہے۔ پھر رنگ چڑھتا ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی صحت روحانی بحال رکھنے کے لئے صحیح علم اور اللہ والوں کی صحبت نصیب فرمائے۔

آمین یا الٰہ العالمین

ابو العزیز یار محمد نیاز شیخو کاشہر فریدی
مدرس عربی مدرسہ عربیہ اشاعت القرآن ڈگری ضلع تھرپارکر

افضل البشر بعد الانبیاء خلیفہ اول

سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اسم گرامی:- عبداللہ - کنیت:- ابوبکر
لقب:- صدیق

آپ بہت تونگر اور پرلے درجہ کے شریف و صاحب حیا تھے۔ اسلام لانے سے قبل یعنی زمانہ جاہلیت میں بھی شرافت اور کریم النفسی کی بدولت نہایت محترم اور عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ سرکار مدینہ سید الاتقیاء فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سے ابتداءً دوستانہ مراسم تھے۔ مردوں میں سب سے پہلے اسلام سے مشرف ہونے والی آپ ہی کی ذات گرامی ہے۔ جن کی ان تھک اور قابل رشک کوششوں سے بڑے بڑے سرداران قریش اسلام کی بیش بہا دولت سے مالا مال ہوئے۔ یہ آپ کی نیک نیتی اور مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے کہ مذہب "اسلام" آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا ہوا ہے آپ کی ذات محاسن عظمیٰ کی حامل تھی۔ دنیائے اسلام میں جیسا کہ ابو البشر سیدنا حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام کو خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ مانا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ کو خَلِیْفَۃُ الرَّسُوْلِ گردانا جاتا ہے۔

آپ حراستہ الدین اور سیاستہ الدنیا میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اس باب میں امت محمدیہؐ میں سے کوئی بھی آپ کا ہمسر نہیں یہی وجہ ہے کہ آقائے نامدار تاجدار مدینہ علیہ التحیۃ والتسلیم نے دوران علالت نماز پڑھانے کے لئے منصب امامت سے انہی کو نوازا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد باجماع امت محمدیہؐ خلافت اسلام کا شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہوا۔ گو آپ کی خلافت کا زمانہ نہایت مختصر ہے۔ یعنی دو سال تین ماہ دس دن تاہم اس قلیل مدت میں آپ نے اسلام کی وہ زریں خدمات انجام دیں جو تاریخ اسلام کا سنہری باب ہیں ـــــ دنیا میں آپ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر و حضر، خلوت و جلوت، رنج و راحت میں برابر شریک رہے اور آج آنحضرتؐ کے دار الفناء سے دار البقاء منتقل ہونے کے بعد بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش بدوش روضہ عالیہ میں مدفون ہیں۔ اور انوار الٰہی سے برابر مستفید ہو رہے ہیں۔

اسلام اور حضور شاہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر بہت مصیبتیں جھیلیں۔ مگر آپ نے ان دونوں کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اس ظلمتکدہ کفر و شرک میں شمع اسلام ابھی روشن ہوئی تھی۔ اسکے پروانے معدودے چند اور قلیل تھے۔ تبلیغ اسلام کا پودا خفیہ طور پہ تین برس تک نشو و نما پاتا رہا۔ اس عرصہ میں آپ برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست بن کر رہے۔ اب علانیہ تبلیغ کا حکم آگیا۔ اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ الخ جس کا مطلب مرقوم ذیل ہے۔

"اے رسولؐ! جو کچھ آپؐ کے پروردگار کی طرف سے آپؐ پر نازل ہو چکا ہے اُسے ہر خاص و عام تک پہنچا دیجئے۔ اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا تو پھر آپؐ نے حق رسالت بھی ادا نہ کیا۔

بس پھر کیا تھا آنحضور علیہ التحیۃ والتسلیم نے مع اپنے متبعین کے اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا کام پورے پیمانے پر علی الاعلان شروع کر دیا۔

بھلا کفار مشرکین یہ بات کب گوارا کر سکتے تھے کہ اسلام کی اشاعت ہو اور وہ بھی جبکہ غیر مخفی طور پر نہیں بلکہ بر سر عام بازاروں میں گلیوں اور کوچوں میں ؟ ان کے طیش و غضب کی انتہا نہ رہی اب تو غریب مسلمانوں کو بُری طرح ستایا جانے لگا۔ قسم قسم کی اذیتیں دی جاتیں۔ طرح طرح کے مظالم ڈھائے جاتے۔ حتیٰ کہ بھڑکتے ہوئے شعلوں و انگاروں اور گرم جلتی تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر سینہ پر ثقیل و ضخیم اور بھاری بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے گلوں میں رسیاں، ڈوریاں یا لوہے کی موٹی موٹی سخت زنجیریں ڈال کر سر بازار گھسیٹا جاتا۔ آپ بہت رحیم القلب اور نرم دل تھے۔ بیچارے ناتوان مسلمانوں کی تکالیف دیکھ نہ سکے۔ اخوت اسلامی کی بنا پر بہت بیچین و آتش زیر پا ہوئے۔ مسلمان غلاموں کو کفار کے دست ستم و پنجۂ جور سے بچانے کے لئے آپ نے گرانقدر سرمایہ کے بدلے انہیں خرید کر فی سبیل اللہ آزاد فرما دیا اور اس طرح ان کو مصائب الیمہ سے نجات دلائی۔

حضرت عثمان غنیؓ، حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ وغیرہ وغیرہ جیسے مشاہیر صحابہؓ کے مشرف باسلام کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر پر ہے۔

مشرکین مکہ کے مظالم عام تھے۔ ان کے قہر و غضب کی آگ جب مسلمانوں پر بھڑک اٹھتی تھی تو وہ اعلےٰ، ادنےٰ، امیر و غریب اور قوی و ضعیف میں ذرہ بھر بھی امتیاز نہ رکھتی۔ دیگر مسلمانوں کے ساتھ ساتھ حضرت صدیق اکبرؓ ایسی ذی جاہ و صاحب ثروت ہستی بھی شکنجے میں آگئی۔ کفار نے آپ کی بزرگی و عظمت کو نظر انداز کرتے ہوئے آپ کو بھی ستانا شروع کیا۔ کفار کے جور و ستم سے تنگ اور ناچار ہو کر آپ وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ مگر ایک اور قبیلہ کے رئیس نے مکہ پہنچ کر کفار کو ملامت اور لعن و طعن کیا۔ "کمبختو! تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟ ایسے نیک اور بزرگ شخص کو بھی امن و قرار سے نہیں رہنے دیتے ؟ کیا تم دیدہ و دانستہ خدا کے غضب کو دعوت دے رہے ہو؟"

اس پر کفار مکہ نے آپ کو مکہ میں تمکن اور قیام کی اجازت دے دی۔ شرط یہ ٹھہرائی کہ آپ قرآن مجید اونچی آواز سے تلاوت نہ فرمایا کریں۔ کیونکہ آپ کی روح پرور اور دلسوز و پُر گداز شیریں آواز سُن کر اُن کی عورتیں اور بچے بگڑ جاتے ہیں۔

تو خیر! کچھ روز تو آپ نے سکوت و خاموشی اختیار فرمائی۔ مگر رہا نہ گیا۔ اور پھر قرآن خوانی بآواز بلند شروع کر دی۔

مسلمانوں پر کفار و مشرکین کے جور و ستم کا یہ سلسلہ تیرہ سال برابر اور بالتسلسل رہا۔ ان کے مظالم میں بجائے

کمی کے یوماً فیوماً روز بروز زیادتی اور اضافہ ہوتا چلا گیا اور انجام کار آقائے نامدار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعزمِ ہجرت خفیہ مدینہ جانے پر مجبور ہو گئے۔ اس پُر خطر سفر میں شرفِ معیّت آپ ہی کو حاصل ہوا۔ غار ثور کے رفیق بھی آپ ہی تھے۔ اس اثناء میں جبکہ آپ دونوں حضرات (سرکارؐ کالی کملی والے۔ صدیق اکبرؓ) غار ثور میں چھپے ہوئے تھے۔ کفار مکہ بھی آپ حضرات کی تلاش میں وہاں آ نکلے۔ ہر چند انہوں نے تلاش کی لیکن ندارد پھر غار کے دہانے پر کھڑے ہو کر آپس میں اس قسم کی گفتگو کرنے لگے۔ "ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں (آنحضرت صلعم صدیق اکبرؓ) اسی غار ہی میں چھپے ہوئے ہوں.... چلو اندر داخل ہو کر دیکھیں تو سہی"۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کچھ متردّد اور محزون ہوئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تسلّی دی اور فرمایا کہ جب ہمارے ساتھ خدا ہے تو ہمیں فکر کاہے کا؟ آیۃ فرقانیہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ۔ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا میں اسی واقعہ مذکورۃ الصدر کی طرف اشارہ ہے۔

(ف) آپ کی صحبت مع النبی آیۃ ہٰذا سے ثابت ہے۔ لہٰذا آپ کی صحبت مع النبی میں کسی فرد بشر کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے

تو ہاں! کفار مکہ نے غار کے منہ پر کھڑے ہو کر یہ طے کیا کہ غار میں داخل ہو کر دیکھنا چاہیئے کہ آیا وہ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ) غار میں ہیں؟ لیکن قدرت کا کرنا کیا غار کے عین منہ پر (خدا کے ارادہ سے) مکڑی نے ایک بڑا سا جالا بنا دیا۔ جالا دیکھ کر انہوں نے تخمینہ لگایا۔ بلکہ یقین کی حد تک پہنچ گئے کہ اگر وہ دونوں (آنحضرت علیہ التحیۃ والسلام اور جناب صدیق اکبر علیہ الرضوان) یا ان دونوں میں سے کوئی ایک غار کے اندر ہوتا تو یہ جالا اس مقام پر کیسے رہ سکتا؟۔ اس غلط فہمی کی بنا پر وہ لوگ اُلٹے قدموں بے نیل و مرام اور اپنی ناکامی پر بے سود دانت پیستے ہوئے واپس لوٹ آئے۔ سچ ہے۔ "جسے خدا رکھے۔ اُسے کون چکھے"۔ خداوند جل و اعلےٰ نے اپنے پیاروں کی خاطر مکڑی کو حکم دیا تھا۔ کہ وہ جالا بنائے۔ اس قسم کے دیگر متعدد واقعات قرآن و حدیث میں مذکور ہیں کہ خداوند تعالےٰ نے اپنے پیاروں کی ایسے میں مدد کی۔ جبکہ سب مخالفین جانی دشمن بن جاتے تھے اور اس طور پر ان کی حفاظت کی کہ ان کا بال تک بیکا نہ ہونے دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت میں بہت سی احادیث مقدسہ منقول ہیں۔ لیکن یہاں چند مختصر نقل کی جاتی ہیں۔ تاکہ آپ کی فضیلت و عظمت عام مسلمانوں پر واضح ہو سکے

۱۔ح:۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْ بَکْرٍ وَعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَا بَکْرٍ وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنَّ اُخُوَّۃَ الْاِسْلَامِ وَ مَوَدَّتَہٗ لَا تُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَۃٌ اِلَّا خَوْخَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا متفق علیہ

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ میری ذات پر (میری صحبت اور خدمت میں) اپنا وقت اور میری رضاء و خوشنودی کے لیئے اپنا مال سب سے زیادہ خرچ کرنے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل اور دلی دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ لیکن ہمارے مابین اسلامی اخوت اور اسلامی مودّت و محبت برقرار ہے...... مسجد (نبویؐ) میں آئندہ کوئی کھڑکی کھلی نہ رکھی جائے مگر ابوبکرؓ کے گھر کی کھڑکیاں کھلی رہیں (مسجد نبوی کے آس پاس والے گھروں کی کھڑکیاں مسجد ہی کی طرف تھیں۔ مرض الموت میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر کی کھڑکیوں کے سوا باقی سب کو بند کر دیا جائے) ایک اور روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں طور ارشاد فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو اپنا خلیل اور دلی دوست بناتا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی کو بناتا

۲۔ح:۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنَّہٗ اَخِیْ وَ صَاحِبِیْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰہُ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلًا (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل یعنی دلی دوست بناتا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بناتا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ تو میرے بھائی اور صحابی ہیں..... تمہارے صاحب (حضور پُر نور علیہ السلام) کو خداوند تعالےٰ نے اپنا خلیل بنا لیا ہے۔

۳۔ح:۔ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ امْرَاَۃٌ فَکَلَّمَتْہُ فِیْ شَیْءٍ فَاَمَرَہَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْہِ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اَرَاَیْتَ اِنْ جِئْتُ وَ لَمْ اَجِدْکَ کَاَنَّہَا تُرِیْدُ الْمَوْتَ۔ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَاْتِیْ اَبَا بَکْرٍ (متفق علیہ)

حضرت جبیرؓ بن مطعم نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور کسی معاملہ میں گفتگو کی۔ آپؐ نے اُسے فرمایا "پھر کسی وقت آنا۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بتا دیجئے کہ اگر میں آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں (اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ آپؐ وصال فرما جائیں) تو کیا کروں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اگر تو مجھے نہ پائے تو حضرت ابوبکر صدیق کے پاس چلی آنا۔

۴۔ح:۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاہُ مَا خَلَا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِیْہِ اللّٰہُ بِہَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ (رواہ الترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے

باقی برصفحہ ۱۸

محمد شفیع الدین

ہلاکتِ اقوام

وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ
سعادتمند دوسروں سے عبرت پکڑتا ہے
ہماری عبرت کے لئے باری تعالےٰ نے سابقہ اقوام کے حالات قرآن مجید میں مذکور فرمائے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ عبرت حاصل کریں اور صراط مستقیم پر چل کر ہلاکت سے بچ جائیں۔

۱۔ ہلاکت سے قبل ہدایت کا سلسلہ

(۱) وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ٥ (الشعراء۔ آیت ۲۰۸)

ترجمہ۔ اور ہم نے ایسی کوئی بستی ہلاک نہیں کی۔ جس کیلئے ڈرانے والے نہ آئے ہوں یعنی کسی قوم کا تختہ یوں ہی ایک دم نہیں اُلٹ دیا گیا۔ عذاب بھیجنے سے پہلے کافی مہلت دی گئی اور ہوشیار کرنے والے پیغمبر بھی بھیجے گئے۔ کہ لوگ غفلت میں نہ رہیں۔ جب کسی طرح نہ مانے۔ آخر غارت کئے گئے۔ العیاذ باللہ
(حضرت مولینا عثمانی رح)

حاصل یہ نکلا کہ سابقہ اقوام کا ہلاکت سے بچاؤ حضرات انبیاء علیہم السلام کی تعلیم پر چلنے سے ہو سکتا تھا اور اب قیامت تک بنی نوع انسان کا بچاؤ صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر منحصر ہے۔

(۲) وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى (طٰهٰ۔ آیت ۱۳۴)

ترجمہ۔ اور اگر ہم اس سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو کہتے اے ہمارے رب ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا۔ تاکہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں پر چلتے۔

حاصل یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن پاک کو آپ پر نازل فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ (۱) بندہ احکام الٰہی پر عمل کرے (۲) ذلت اور خواری سے بچ جائے

(۳) وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ِۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ٥
(الاعراف آیت ۱۶۴)

ترجمہ اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا ہے۔ انہوں نے کہا تمہارے رب کے روبرو عذر کرنے کے لئے اور شاید کہ وہ ڈر جائیں۔

دریا کے کنارے پر رہنے والے یہود نے صریح ممانعت کے باوجود ہفتہ کے روز شکار نہ کریں کی غلط تاویل کر کے شکار کرنے کا ایک حیلہ تراش لیا۔ یہاں ان کو نصیحت کرنے والوں کا ذکر ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی رح فرماتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب انہوں نے حکم الٰہی کے خلاف حیلہ بازی شروع کی تو شہر کے باشندے کئی قسموں پر منقسم ہو گئے۔ جیسا عموماً ایسے حالات میں ہوا کرتا ہے۔ ایک وہ لوگ جنہوں نے اس حیلہ کی آڑ لے کر صریح حکم کی خلاف ورزی کی۔ دوسرے نصیحت کرنے والے جو اخیر تک فہمائش اور امر بالمعروف میں مشغول رہے۔ تیسرے جنہوں نے ایک مرتبہ نصیحت کی پھر مایوس ہو کر اور ان کی سرکشی سے تھک کر چھوڑ دی چوتھے وہ ہوں گے جو اس عمل شنیع میں نہ شریک ہوئے اور نہ منع کرنے کے لئے زبان کھولی۔ بالکل علیحدہ اور خاموش رہے مؤخر الذکر دو جماعتوں نے انتھک نصیحت کرنیوالوں سے کہا ہوگا کہ ان متمردین کے ساتھ یوں مغز زنی کر کے دماغ کھپاتے ہو جن سے کوئی توقع قبول حق کی نہیں۔ ان کی نسبت تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں سے ایک بات ضرور پیش آنے والی ہے۔ یا خدا ان کو بالکل تباہ و ہلاک کر دے یا کسی سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے۔ کیونکہ یہ لوگ اب کسی نصیحت پر کان دھرنے والے نہیں۔

بقول حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان میں تین فرقے ہوئے۔ ایک شکار کرتے ایک منع کئے جاتے۔ ایک تھک کر منع کرنا چھوڑ بیٹھے۔ لیکن وہی بہتر تھے جو منع کرتے رہے۔

اب بھی علمائے حقانی ہمیں ہماری غلطیوں سے قرآن کریم اور حدیث پاک کی روشنی میں روک رہے ہیں۔ ہلاکت اور عذاب سے بچنے کے لئے ہمیں فوراً تقوےٰ اختیار کرنا چاہیئے۔

(۴) ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ٥ (الانعام آیت ۱۳۱) ۔ ترجمہ۔ یہ اس لئے ہوا کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم کرنے کے باوجود ہلاک نہیں کیا کرتا۔ اس میں کہ وہ بے خبر ہوں

یعنی ہلاکت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے رسول مبعوث فرمائے۔ جنہوں نے حق و باطل کی تمیز واضح کر دی تھی۔ ظلم، تعدی اور عدوان سے روکا تھا۔ یہ نہیں ہوا کہ متنبہ کئے بغیر ہلاک کئے گئے ہوں۔ ہمارے لئے اس بیان میں صریح تنبیہ (WARNING) ہے کہ ہم غلط روشوں پر چل کر ہلاک نہ ہوں اور احکام الٰہی اور احکام الرسول پر عمل پیرا ہوں۔

(۵) وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ٥ (القصص آیت ۵۹) ترجمہ۔ اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا۔ جب تک ان کے بڑے شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے جو انہیں ہماری آئتیں پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی رح۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بستیوں کو غارت نہیں کرتا۔ جب تک ان کے صدر مقام میں کوئی ہوشیار کرنے والا پیغمبر نہ بھیج دے۔ (صدر مقام کی تخصیص شاید اس لئے کی کہ وہاں کا اثر دور تک پہنچتا ہے اور شہروں کے باشندے نسبتاً سلیم و عقیل ہوتے ہیں) تمام روئے زمین کی آبادیوں کا صدر مقام مکہ معظمہ تھا۔ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا (شوریٰ رکوع ۱) اس لئے سب سے بڑے اور آخری پیغمبر مبعوث ہوئے۔

(۲) تنبیہ (WARNING)

(۱) وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ

اَلقُریٰ وَصَرَّفنَا الاٰیٰتِ لَعَلَّھُم یَرجِعُونَ ○ (الاحقاف آیت ۲۷) ۔ ترجمہ ۔ اور ہم ہلاک کر چکے ہیں جو تمہارے آس پاس بستیاں ہیں اور طرح طرح سے اپنے نشانِ قدرت بھی دکھائے تاکہ وہ باز آئیں۔

اللہ تعالیٰ نے بڑے مشفقانہ طریقے سے آگاہ فرمایا کہ اپنی ہلاکت سے بچنے کی فکر کر لو۔ بقول حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ ۔ "اے کفار مکہ تمہارے چاروں طرف ہلاک شدہ قوموں (عاد وثمود قوم لوط علیہ السلام) کے کھنڈرات موجود ہیں ۔ ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے"۔

جنہوں نے اس تنبیہ سے اپنی حالت نہ سدھاری ان کے بد انجام کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے ۔ جس سے اب ہم سبق آموز ہو سکتے ہیں۔

(۲) اَلَم یَرَوا کَم اَھلَکنَا قَبلَھُم مِّنَ القُرُونِ اَنَّھُم اِلَیھِم لَا یَرجِعُونَ ○ (یٰس آیت ۳۱) کیا یہ نہیں دیکھ چکے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا ۔ وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آئے ۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا عثمانی رح

یعنی دیکھتے اور سنتے ہیں کہ دنیا میں کتنی قومیں پہلے پیغمبروں سے ٹھٹھا کر کے غارت ہو چکی ہیں ۔ جن کا نام و نشان مٹ چکا ۔ کوئی ان میں سے لوٹ کر ادھر واپس نہیں آئی ۔ عذاب کی چکی میں سب پس کر برابر ہو گئیں ۔ اس پر بھی عبرت نہیں ہوتی ۔ جب کوئی نیا رسول آتا ہے تو وہی تمسخر اور استہزاء شروع کر دیتے ہیں جو پہلے کفار کی عادت تھی ۔ چنانچہ آج خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار مکہ کا یہی معاملہ ہے اب ہمیں سوچنے کا موقعہ دیا گیا ہے ہماری روش کس طرح کی ہے ۔ جان نثار صحابہ کرام رض جیسی یا کفار مکہ جیسی ۔ دونوں کا انجام بھی ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے ۔ مقام عبرت ہے ۔

۳ ۔ اہل خرد کو اپیل

(۱) اَفَلَم یَھدِ لَھُم کَم اَھلَکنَا قَبلَھُم مِّنَ القُرُونِ یَمشُونَ فِی مَسٰکِنِھِم ؕ اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّھٰی ○ (الانبیاء آیت ۱۲۸) ۔ ترجمہ ۔ سو کیا انہیں اس بات سے بھی سمجھ نہ آئی کہ ہم نے کئی جماعتیں ہلاک کر دی ہیں ۔ یہ لوگ ان کی جگہوں میں پھرتے ہیں بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ عقلمند کو چاہیئے کہ سابقہ ہلاک شدہ اقوام کے کھنڈرات دیکھ کر عبرت حاصل کرے ۔ اور اپنا تعلق اللہ کے ساتھ ٹھیک کر لے۔

(۲) اَوَلَم یَھدِ لَھُم کَم اَھلَکنَا مِن قَبلِھِم مِّنَ القُرُونِ یَمشُونَ فِی مَسٰکِنِھِم ؕ اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسمَعُونَ ○ (السجدہ آیت ۲۶) ۔ ترجمہ ۔ کیا انہیں اس سے بھی رہنمائی نہ ہوئی کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی جماعتیں ہلاک کر دی ہیں ۔ جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے ہیں ۔ بیشک اس میں بڑی نشانیاں ہیں ۔ پھر کیا وہ سنتے بھی نہیں۔

حاصل کلام سابقہ ہلاک شدہ اقوام کے مقامات دیکھ کر اور ان کے حالات سن کر ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیئے

(۳) وَلَقَد اَھلَکنَا اَشیَاعَکُم فَھَل مِن مُّدَّکِرٍ ○ (القمر آیت ۵۱) ترجمہ ۔ اور البتہ ہم تمہارے جیسوں کو غارت کر چکے ہیں ۔ پھر کیا کوئی سمجھنے والا ہے

حاشیہ شیخ الاسلام عثمانی رحمۃ اللہ علیہ "یعنی تمہاری قماش کے بہت سے کافروں کو پہلے تباہ کر چکے ہیں ۔ پھر تم سے کوئی اتنا سوچنے والا نہیں کہ ان کے حال سے عبرت حاصل کر سکے۔

۴ ۔ ہلاکت سابقہ اقوام

اَلَم نُھلِکِ الاَوَّلِینَ ○ (المرسلٰت آیت ۱۶) ترجمہ ۔ کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کر ڈالا۔

یعنی جو لوگ اس دنیا میں حد سے بڑھ گئے تھے ۔ انسانیت کو چھوڑ بیٹھے تھے عبدیت کے پروگرام کو بھلا دیا تھا ۔ کیا ایسے لوگوں کی ہلاکت کے لئے ہمارا سلسلہ قائم نہیں رہا ؟ جب انہوں نے سرکشی کی تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ۔ ملزموں کو ان کی غفلت کا یہی بدلہ دیا جاتا ہے ۔

(۲) وَکَم اَھلَکنَا قَبلَھُم مِّن قَرنٍ ؕ ھَل تُحِسُّ مِنھُم مِّن اَحَدٍ اَو تَسمَعُ لَھُم رِکزًا ○ (مریم آیت ۹۸) ۔

ترجمہ ۔ اور ہم ان سے پہلے کئی جماعتیں ہلاک کر چکے ہیں ۔ کیا تو کسی کی ان میں سے آہٹ پاتا ہے ۔ یا ان کی بھنک سنتا ہے (ابن کثیر) ۔ بہت سی امتوں کو جنہوں نے خدا کے ساتھ کفر کیا تھا ۔ نبیوں کا انکار کیا تھا ۔ ہم نے ہلاک کر دی ہیں ۔ جن میں سے ایک بھی باقی نہیں بچا ۔ ایک کی آواز بھی دنیا میں نہیں رہی ۔

(۳) فَاَھلَکنَا اَشَدَّ مِنھُم بَطشًا وَّمَضٰی مَثَلُ الاَوَّلِینَ ○ (الزخرف آیت ۸) ترجمہ ۔ پھر ہم نے ان میں بڑے زور والوں کو ہلاک کر دیا اور پہلوں کی مثال گزر چکی ہے

یعنی ان کی ہر قسم کی دنیاوی طاقت انہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکی ۔ اب بھی جو قوم اپنی طاقت کے گھمنڈ پر دین حق کی پرواہ نہ کرے ۔ اسے اپنا بد انجام سوچ لینا چاہیئے ۔ کیونکہ تاریخ واقعات کو دہراتی رہتی ہے

(۴) وَکَم اَھلَکنَا قَبلَھُم مِّن قَرنٍ ھُم اَحسَنُ اَثَاثًا وَّرِءیًا ○ (مریم آیت ۷۴) ترجمہ ۔ اور ہم ان سے پہلے کتنی جماعتیں ہلاک کر چکے ہیں ۔ وہ سامان اور نمود میں بہتر تھے۔

پہلی ہلاک ہونے والی اقوام کا ذکر ہے جو مال و دولت میں بڑھ چڑھ کے تھیں ۔ عمدہ مکانات کی مالک تھیں ۔ دنیاوی کرّو فرّ وافر رکھتی تھیں ۔ مگر انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کی قدر نہ کی ۔ غفلت اور بے جا روی میں بڑھ گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ غارت و برباد ہوئے۔ ان کا نام و نشان بھی مٹ گیا۔

(۵) اَوَلَم یَعلَم اَنَّ اللّٰہَ قَد اَھلَکَ مِن قَبلِہٖ مِنَ القُرُونِ مَن ھُوَ اَشَدُّ مِنہُ قُوَّۃً وَّاَکثَرُ جَمعًا ○ (القصص آیت ۷۸)

ترجمہ ۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی امتیں جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں زیادہ تھیں ۔ ہلاک کر ڈالی ہیں ۔

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا ۔ مگر وہ بھی اپنی قوم پر ظلم کرنے لگ گیا ۔ اللہ تعالیٰ کو بھول گیا ۔ اپنی طاقت مال و دولت اور اپنی زبردست سوسائٹی پر مغرور تھا ۔ اور اسی نشہ میں برباد ہو گیا ۔ اس واقعہ میں ظالم سرمایہ داروں کے لئے بڑا سبق ہے ۔ ظالم اور ظلم کی حمایت کرنے والا دونوں تباہ ہو جاتے ہیں

(۶) فَاَمَّا ثَمُودُ فَاُھلِکُوا بِالطَّاغِیَۃِ ○ وَاَمَّا عَادٌ فَاُھلِکُوا بِرِیحٍ صَرصَرٍ عَاتِیَۃٍ ○ (الحاقہ ۔ آیت ۵ ۔ ۶) ترجمہ ۔ سو ثمود تو سخت ہیبتناک چیخ سے ہلاک کئے گئے ۔ اور لیکن قوم عاد سو وہ سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے

باقی صفحہ ۱۸ پر

ایم عبدالرحمٰن لدھیانوی

قیامت کا دِن

گزشتہ سے پیوستہ

آثارِ قیامت

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ۝

(پ-۳۰-ع ۶) — ترجمہ۔ جب سورج کی دھوپ تہ ہو جائے۔ اور جب تارے میلے ہو جائیں۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں اور جب بیاتی اونٹنیاں چھٹی پھریں اور جب جنگل کے جانوروں کو جمع کیا جائے اور جب دریا جھونکے جائیں۔ اور جب جیوؤں کے جوڑے باندھے جائیں اور جب بیٹی جیتی گاڑ دی گئی کو پوچھیں کہ کس گناہ پر وہ ماری گئی اور جب اعمالنامے کھولے جائیں اور جب آسمان کا پوست اتار لیں اور جب دوزخ دہکائی جائے اور جب بہشت پاس لائی جائے۔ جان لے گا ہر ایک جی جو لے کر آیا۔

(مطلب) جب آفتاب بے نور ہو جائے یا بالکل نہ رہے۔ تارے ٹوٹ کر گر پڑیں اور اُن کا نور زائل ہو جائے اور پہاڑ ہوا میں اُڑتے پھریں۔ قیامت کے ہولناک زلزلوں کے وقت (دس مہینے کی گابھن اونٹنی جو بیانے کے قریب ہو) ایسے نفیس و عزیز مال کو کوئی نہ پوچھے۔ جنگل کے وحشی جانور بے چین ہو کر پالتو جانوروں میں مل جائیں۔ جیسا کہ اکثر خوف کے وقت دیکھا گیا ہے۔ سمندروں کا پانی گرم ہو کر دھواں اور آگ بن جائے جو نہایت گرم ہو کر محشر میں کافروں کو دُکھ پہنچائے اور تنور کی طرح جھونک سے اُبلے۔ روحوں کو جسموں کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ یا کافر کافر کے ساتھ اور مسلم مسلم کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ ان مظلوم بچیوں کی بابت بھی سوال ہوگا کہ کس گناہ پر ان کو قتل کیا تھا۔ آسمان کے پوست اُتارنے سے اسکے اوپر کی چیزیں نظر آئینگی اور بادلوں کا نزول ہوگا۔ دوزخ بڑے زور شور سے دہکائی جائے اور بہشت متقیوں کے نزدیک کر دی جائے۔ جس کی رونق و بہار دیکھنے سے عجب مسرت و فرحت حاصل ہو۔ ہر ایک کو پتہ لگ جائے گا کہ نیکی یا بدی کا کیا سرمایہ لے کر حاضر ہوا ہے۔

(۲) فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۝ پ-۳۰-ع-۴-

ترجمہ۔ پھر جب آئے وہ بڑا ہنگامہ جس دن کہ یاد کرے گا آدمی جو اس نے کمایا اور نکال ظاہر کر دیں دوزخ کو جو چاہے دیکھے۔

(مطلب) جب قیامت کا بڑا ہنگامہ آئے گا۔ اور سب کیا کرایا سامنے ہوگا۔ سخت پچھتانا پڑے گا۔ دوزخ کو اس طرح منظر عام پر لائیں گے۔ کہ ہر دیکھنے والا دیکھ سکیگا۔ کوئی آڑ پہاڑ درمیان میں حائل نہ رہے گا۔

(۳) جب آسمان پھٹ جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب دریا اُبل نکلیں اور جب قبریں زیر و زبر کر دی جائیں۔ جان لے ہر ایک جی جو کچھ کہ آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا۔ پ۳۰-ع ۱۷-

(۴) جب آسمان پھٹ جائے اور سُن لے حکم اپنے رب کا اور وہ آسمان اسی لائق ہے اور جب زمین پھیلا دی جائے اور نکال ڈالے جو کچھ اس میں ہے اور خالی ہو جائے اور سُن لے حکم اپنے رب کا، اور وہ زمین اسی لائق ہے۔ اے انسان! تجھ کو تکلیف اٹھانی ہے اپنے رب تک پہنچنے میں کھپ کھپ کر پھر اس سے ملنا ہے۔ پ۳۰-ع ۹-

یعنی اللہ کی طرف سے جب آسمان کو پھٹنے کا حکم تکوینی ہوگا۔ تو وہ اسکی تعمیل کریگا اور وہ مقدور و مقہور ہونے کے لحاظ سے اسی لائق ہے کہ باوجود اس عظمت و رفعت کے اپنے مالک و خالق کے سامنے گردن ڈال دے اور اس کی فرمانبرداری میں ذرا چون و چرا نہ کرے۔ محشر کے لئے یہ زمین ربڑ کی طرح کھینچ کر پھیلا دی جائے گی۔ اور عمارتیں پہاڑ وغیرہ سب برابر کر دیئے جائیں گے۔ تاکہ ایک سطح مستوی پر سب اولین و آخرین بیک وقت کھڑے ہو سکیں اور کوئی حجاب و رکاوٹ باقی نہ رہے۔ زمین اس دن اپنے خزانے اور مُردوں کے اجزا اُگل ڈالے گی اور اُن تمام چیزوں سے خالی ہو جائے گی۔ جن کا تعلق بندوں کے عملوں کا بدلہ ہے۔ زمین و آسمان جس کے حکم تکوینی کے تابع و منقاد ہوں آدمی کو کیا حق ہے کہ اُس کے حکم تشریعی سے سرتابی کرے۔ رب تک پہنچنے سے پہلے ہر آدمی اپنی استعداد کے موافق مختلف قسم کی جد و جہد کرتا ہے۔ کوئی اُسکی طاعت میں محنت و مشقت اٹھاتا ہے کوئی بدی اور نافرمانی میں جان کھپاتا ہے۔ پھر خیر کی جانب میں ہو یا شر کی، طرح طرح کی تکلیفیں سہہ کر آخر پروردگار سے ملتا اور اپنے اعمال کے نتائج سے دو چار ہوتا ہے۔

(۵) اور جب ہلا ڈالے زمین کو اس کے بھونچال سے اور نکال باہر کرے زمین اپنے اندر سے بوجھ اور کہے آدمی اس کو کیا ہو گیا؟ اس دن کہہ ڈالے گی وہ اپنی باتیں۔ اس واسطے کہ تیرے رب نے حکم بھیجا اس کو" پ-۳۰-ع ۲۴-

یعنی حق تعالےٰ ساری زمین کو ایک نہایت سخت اور ہولناک زلزلہ سے ہلا ڈالے گا۔ جس کے صدمہ سے کوئی عمارت اور کوئی پہاڑ یا درخت زمین پر قائم نہیں رہے گا۔ سب نشیب و فراز برابر ہو جائینگے تاکہ میدان حشر بالکل صاف اور ہموار ہو جائے اور یہ معاملہ قیامت میں نفخ ثانی کے وقت ہوگا۔ اس وقت زمین جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے۔ مثلاً مُردے یا سونا چاندی وغیرہ سب باہر اُگل ڈالے گی۔ لیکن مال کا لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ سب دیکھ لیں گے کہ آج یہ چیز جس پر ہمیشہ لڑا کرتے تھے کس قدر بیکار ہے آدمی زندہ ہونے اور اس زلزلہ کے آثار دیکھنے کے بعد یا ان کی روحیں عین زلزلہ کے وقت حیرت زدہ ہو کر کہیں گی کہ اس زمین کو کیا ہو گیا جو اس قدر زور

سے ہلنے لگی اور اپنے اندر کی تمام
چیزیں ایک دم باہر نکال پھینکیں۔
بنی آدم نے جو بُرے بھلے کام اس
کے اوپر کیے تھے سب ظاہر کر
دے گی۔ مثلاً کہے گی کہ فلاں شخص نے
مجھ پر نماز پڑھی تھی۔ فلاں نے چوری
کی تھی۔ فلاں نے خون ناحق کیا تھا۔
وغیرہ گویا آج کل کی زبان میں یوں
سمجھو کہ جس قدر اعمال زمین پر کیے
جاتے ہیں۔ زمین میں اُن سب کے ریکارڈ
موجود رہتے ہیں۔ قیامت میں پروردگار
کے حکم سے کھول دیئے جائیں گے۔
اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان
حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر
حاضر ہوں گے۔ ایک گروہ شرابیوں کا
ہوگا ایک زانیوں کا اور ایک ظالموں کا
ایک چوروں کا، یہ مطلب ہے کہ لوگ
حساب کتاب سے فارغ ہو کر جو ٹوٹینگے
تو کچھ جماعتیں جنتی اور کچھ دوزخ کی
طرف چلی جائیں گی۔

(۶) وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ پ ۱ ع ۶۔ ترجمہ:۔ اور ڈرو
اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی شخص
کسی کے کچھ بھی اور قبول نہ ہو اس کی
طرف سے سفارش، اور نہ لیا جائے اس
کی طرف سے بدلہ اور نہ اُن کو مدد پہنچے
جب کوئی کسی بلا میں مبتلا ہو جاتا
ہے تو اس کے رفیق سفارش کر کے
یا فدیہ دے کر چھڑاتے ہیں۔ اگر یہ
بھی نہیں ہو سکتا تو حق لازم ادا
کر کے کوشش کرتے ہیں آخر اپنے مددگاروں کو جمع
کر کے بزور پرخاش اسکی نجات کی فکر کرتے ہیں۔
مگر قیامت کے روز کسی تدبیر سے نفع نہیں پہنچا سکتا

(۷) تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۝ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ۝ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۝ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۝ يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۝ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۝ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۝ پ ۲۹ ع ۷۔
ترجمہ۔ چڑھیں گے اس کی طرف فرشتے
اور روح اس دن میں جس کا لنباؤ پچاس
ہزار برس۔ سو تو صبر کر بھلی طرح کا صبر
کرنا۔ وہ دیکھتے ہیں اس کو دور، اور
ہم اس کو دیکھتے ہیں نزدیک۔ جس دن
ہوگا آسمان جیسے تانبا پگھلا ہوا اور
ہونگے پہاڑ جیسے اون رنگی ہوئی اور
نہ پوچھے گا دوستدار دوست کو سب نظر
آ جائیں گے ان کو۔ چاہے گا گنہگار کسی
طرح فدیہ میں دے کر اس دن کے عذاب
سے بیٹے کو۔ اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی
کو اور اپنے گھرانہ کو جس میں رہتا
تھا۔ اور جتنے زمین پر ہیں سب کو
دے کر چھوٹ جائے۔

(مطلب) فرشتے اور لوگوں کی روحیں
پیشی کے لئے حاضر ہوں گی۔ قیامت
کا دن پچاس ہزار برس کا ہے۔ یعنی پہلی
مرتبہ صور پھونکنے کے وقت سے لے کر
بہشتیوں کے بہشت میں اور دوزخیوں
کے دوزخ میں قرار پکڑنے تک پچاس
ہزار برس کی مدت ہوگی اور کل فرشتے
اور تمام قسم کی مخلوقات کی روحیں اس
تدبیر میں بطور خدمتگار کے شریک ہونگی۔
پھر اس بڑے کام کے سرانجام کی مدت
گزرنے پر ان کو عروج ہوگا۔

یہ کافر اگر از راہ انکار و تمسخر عذاب
کے لئے جلدی مچائیں۔ تب بھی آپ
جلدی نہ کریں۔ بلکہ صبر و استقلال سے
رہیں نہ تنگ دل ہوں نہ حرف شکایت
زبان پر آئے۔ آپ کا صبر اور ان کا
تمسخر ضرور رنگ لائے گا۔

ان کے خیال میں قیامت کا آنا
بعید از امکان اور دور از عقل ہے اور
ہم کو اس قدر قریب نظر آ رہی ہے۔
گویا آئی رکھی ہے۔ آسمان تیل کے تلچھٹ
یا پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائیں گے
اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑتے
پھریں گے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رح
فرماتے ہیں۔ وہاں سب نظر آ جائیں گے
یعنی دوستی ان کی نکمی تھی۔ ایک دوسرے
کا حال دیکھے گا۔ مگر کچھ مدد و حمایت نہ
کر سکے گا۔ ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی
چاہے گا بس چلے تو ساری دنیا کو فدیہ
میں دے کر جان چھڑا لوں۔ مگر یہ ممکن
نہ ہوگا۔ وہ آگ مجرم کو کہاں چھوڑتی
ہے وہ تو کھال اُتار کر اندر سے کلیجہ
نکال لیتی ہے۔ دوزخ کی طرف سے ایک
کشش اور پکار ہوگی۔ بس جن لوگوں نے
دنیا کو مقصود بالذات بنایا ہوا تھا۔
اور عمل صالحہ کی طرف سے اعراض
کرتے اور مال سمیٹنے میں مشغول رہتے
تھے۔ وہ سب دوزخ کی طرف کھنچے
چلے آئیں گے۔

ارشادات نبویؐ

(۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ میں اور قیامت ان
دو انگلیوں کی طرح ہیں (بخاری و مسلم)
تشریح۔ آپ نے شہادت والی
انگلی اور اس کے برابر والی بیچ کی انگلی
ملا کر فرمایا کہ میری بعثت میں اور قیامت
میں اتنا قرب اور اتصال ہے۔ جتنا
کہ ان دو انگلیوں میں۔ میرے اور قیامت
کے درمیان کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔
نہ کوئی نئی امت پیدا ہوگی۔ اس لیئے
اس کو بہت دور سمجھ کر اس کی طرف
سے بے فکر اور بے پرواہ نہیں ہونا چاہیئے

(۲) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ اس دنیا کی مثال اس کپڑے
کی سی ہے جو اول سے آخر تک پھاڑ
دیا گیا۔ اور بس سرے پر وہ ایک
دھاگہ سے جڑا رہ گیا۔ اور یہ آخری
دھاگہ بھی بس عنقریب ٹوٹنا ہی چاہتا
ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

(۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ قیامت نہیں آئے گی۔ جبتک
کہ ایسا بُرا وقت نہ آ جائے۔ کہ دنیا
میں اللہ اللہ بالکل نہ کہا جائے (مسلم)
مطلب یہ ہے کہ قیامت اس وقت آئیگی
جبکہ دنیا اللہ کی یاد سے اور اللہ کو یاد
کرنے والوں سے بالکل ہی خالی ہو جائیگی
اور اللہ کی عبادت اور فرمانبرداری اور اللہ
کے ساتھ بندگی کے صحیح تعلق کا دنیا سے
بالکل خاتمہ ہو جائے گا۔

(۴) حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے
کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت نہیں قائم
ہوگی۔ مگر بدترین آدمیوں پر (مسلم)
مطلب یہ ہے کہ اللہ سے تعلق رکھنے والے
اچھے لوگ جب سب ختم ہو جائیں گے۔ اور یہ
دنیا جب صرف بدکرداروں اور خدا فراموشوں
ہی کی دنیا رہ جائیگی۔ تب اللہ کے حکم سے قیامت
آ جائے گی۔ (باقی دارد)

عرفان زینبی

صراط مستقیم

آج سے برسوں قبل عرب کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں ایک چاند نمودار ہوا اندھیروں نے اپنی آپ کو برقرار رکھنے کی مساعی کامل کیں۔ لیکن اس مہ نو کی ضیا سے اندھیرے ماند پڑتے گئے اور عالم سیاہ منور ہوتا گیا۔ اور ایک دن ساری دنیا کو درخشاں کر دیا۔ پھر یہ چاند اوجھل تو ہو گیا۔ لیکن اس کی چاندنی مشرق و غرب کے ہر ایک کونہ کو منور کر گئی۔ جوکہ غیر فانی ہے۔

وہ چاند ہمارے رسول مقبولؐ تھے جوکہ اس عالم الحاد میں اسلام جیسا مبارک مذہب اپنے ساتھ لائے۔ اور اس کو پھیلانے میں وہ وہ تکالیف برداشت کیں۔ جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ کو پتھر مارے گئے۔ دانت مبارک شہید کر دیئے گئے۔ راستوں میں کانٹوں کا جال بچھایا گیا۔ نماز میں روکاوٹیں ڈالی گئیں۔ گالیاں دی گئیں۔ اس دنیا سے (نعوذ باللہ) نیست و نابود کرنے کی تجاویز سوچی گئیں غرضیکہ وہ کونسی ایذاء ہے۔ جوکہ کفار نے آپ کو نہیں پہنچائی۔ یہ اس لیئے کہ آپ اپنے پروردگار وحدہٗ لا شریک لہٗ کی پرستش چھوڑ دیں اور ان کے خود ساختہ اصنام کو خدا مانیں۔ لیکن یہ چیز پیغمبر اسلام کے لیئے زیبا نہیں۔ حضورؐ کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے ہوئے چلتے گئے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام تکالیف کو بخوشی برداشت کرتے رہے اور خداوند کریم کے حضور دست بدعا ہوتے رہے کہ اے پروردگار تو ہی ان کو راہِ مستقیم پر لا اور ان پر اپنی ہدایت نازل فرما۔ یہ ہے شان پیغمبر!! اگر آپ چاہتے تو خداوند کریم سے یہ دعا بھی کر سکتے تھے کہ اے خدا ان میرے دشمنانِ جان کو نیست و نابود کر دے۔ لیکن یہ شانِ رسول سے بعید ہے۔

آپؐ نصرت حق کے لئے ہمہ تن گوش رہے۔ اور مذہب اسلام کے ارتقاء کے لئے سرگرداں رہے۔ اور بالآخر خداوند تعالےٰ نے آپ کو ان تمام مساعی کا صلہ دیا اور آنحضورؐ اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران ہوئے۔ آج وہ خدا کے عائد کردہ فرض عظیم سے سبکدوش تھے۔ آپ نے اسلام کو شمشیر و سناں سے نہیں۔ بلکہ حسن اخلاق سے پھیلایا۔ اور اخلاق آہنی تلواروں کی تیز دھاروں پر ترجیح رکھتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کوشش ختم نہ کی بلکہ چلتے گئے۔

آنحضورؐ کا عہد زریں ہمیں وہ مثالی کارنامے پیش کرتا ہے۔ جن کو اگر مسلمان اپنائے تو ایک اسلامی مملکت کی زندۂ جاوید قوم بن سکتی ہے۔ لیکن مسلمان اس کے برعکس اپنے پیمبران سلف کے اخلاق و کردار کو پس پشت ڈال کر تہذیب نو کی روشنی میں پھنس گیا ہے۔ آنحضورؐ کے اسوۂ حسنہ میں ہمیں وہ جھلکیں دکھائی دیتی ہیں۔ جن کی چمک کبھی فنا نہ ہوگی۔

آنحضورؐ کی شان میں ہزار ہا ادیب لکھتے رہیں۔ لیکن پھر بھی وہ سب کچھ بحر بیکراں سے قطرۂ آب کی حیثیت رکھیگا ہمیں لازم ہے کہ ہم اپنے بتائے ہوئے رسول کے راستے پر چلنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اور اسی دورِ ماضی کو پیش نظر رکھ کر اپنے مستقبل کو بہتر بنائیں اور مستقبل کی بہتری اعمال حال پر منحصر ہے اور ہمیں ان مسلمانوں پر رشک کرنا چاہیئے۔ جنہوں نے صرف اسلام کی خاطر تن من دھن کی بازی لگا دی ہے ؎

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

بقیہ کشمیر میں سازش صفحہ ۳ سے آگے

بقیہ کشمیر میں سازش صفحہ ۳ سے آگے

خطرناک سازش ہے۔ جس کے خلاف حکومت پاکستان کو فوراً زبردست احتجاج کرنا چاہیئے۔ اور اس سازش کے متعلق اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی خدمت میں ایک یاد داشت ارسال کر دینی چاہیئے۔

مقبوضہ کشمیر کی کٹھ پتلی حکومت کے وزیر اعظم مسلمان ہیں اور وزراء میں بھی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ یہ خود غرضی کی انتہا ہے کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف ایسی خطرناک سازش میں شریک ہوں۔ وزیر اعظم اور ان کے مسلمان ساتھی فریب نفس کا شکار ہو کر اگر اپنے مسلمان بھائیوں کے درپئے آزار ہیں۔ تو ان کو اچھی طرح یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ وہ اس سے اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں ؎

چاہ کندہ را چاہ درپیش

جب مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت ختم ہو جائے گی اور ہندوؤں کی اکثریت ہو گئی تو وزیر اعظم کو سب سے پہلے وزارت عظمےٰ سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ اس کے بعد مسلمان وزراء کی تعداد میں کمی کی جائیگی۔ ظاہر ہے کہ وزیر اعظم اور وزراء اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مار رہے ہیں وہ مسلمان زادے ہیں اور ہمیں ان کے ساتھ ہمدردی ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس قومی غداری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

بقیہ ہلاکت اقوام صفحہ ۱۴ سے آگے

ثمود و عاد نے ظلم کیا - قیامت کا انکار کیا - انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی - ان کو ظلم کی یہ سزا ملی - کہ نہایت سخت عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے رسوا اور ذلیل ہو کر مرے -

۵ - ہلاکت کی گھڑی

(۱) جب یہ نازک گھڑی سر پر آجائے تو ٹل نہیں سکتی -

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ۝ (الحجر آیت ۴) - اور ہم نے جتنی بستیاں ہلاک کی ہیں - ان سب کے لئے ایک مقرر وقت لکھا ہوا تھا -

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رحمہ

"یعنی جس قدر بستیاں اور قومیں پہلے ہلاک کی گئیں - خدا کے علم میں ہر ایک کی ہلاکت کا ایک وقت معین تھا - جس میں نہ بھول چوک ہو سکتی تھی نہ غفلت اور نہ خدا کا وعدہ ٹل سکتا تھا - جب کسی قوم کی میعاد پوری ہوئی اور تعذیب کا وقت آ پہنچا - ایک دم میں غارت کر دی گئی - موجودہ کفار بھی اِمہال و تاخیر عذاب پر مغرور نہ ہوں - جب ان کا وقت آئیگا خدائی سزا سے نہ بچ سکیں گے - جو تاخیر کی جا رہی ہے - اس میں خدا کی بہت حکمتیں ہیں - مثلاً ان میں بعض کا یا بعض کی اولاد کا ایمان لانا مقدر ہے - فوری عذاب کی صورت میں اس کے وقوع کی کوئی صورت نہیں"

(۲) جب یہ گھڑی آئیگی کوئی پناہ کی جگہ نہ ملے گی - وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۵۸)

ترجمہ - اور ایسی کوئی بستی نہیں جسے ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا اسے عذاب نہ دیں - یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے -

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں -

"یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہر شہر کے لوگ ایک بزرگ کو پوجتے ہیں کہ ہم ان کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں - سو وقت آئے پر کوئی نہیں پناہ دے سکتا" -

(۳) اس وقت عذاب یا ہلاکت سے بھاگ کر نکل جانا بھی ممکن نہیں -

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ (ق - آیت ۳۶)

ترجمہ - اور ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دیں جو قوت میں ان سے بڑھ کر تھیں - پھر (عذاب کے وقت) شہروں میں دوڑنے پھرنے لگے کہ کوئی پناہ کی جگہ ہے -

حاصل یہ نکلا کہ وہ پناہ گاہیں جنکے بھروسے پر خدا کو بھول بیٹھے تھے - کام نہ آئیں - ساری طاقت اور قوت ہلاکت سے نہ بچا سکی - کاش! یہ عقل سے کام لیتے اور اپنا تعلق باللہ خراب نہ کرتے تو اس مصیبت اور عذاب سے دو چار نہ ہوتے

(۴) اس وقت کوئی چیخ و پکار سن کر بھی چھٹکارا نہ دلا سکا -

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝ (ص آیت ۳)

ترجمہ - ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دی ہیں - سو انہوں نے بڑی ہائے پکار کی اور وہ وقت خلاصی کا نہ تھا -

حاصل یہ نکلا کہ ہمیں گذشتہ اقوام کے حالات کا جائزہ لے کر سبق حاصل کرنا چاہیئے اور قرآن کریم کے احکام کو اپنا دستور العمل بنانا چاہیئے اور اسوہ حسنہ کو اپنا رہنما بنانا چاہیئے تاکہ ہم ہلاکت اور بربادی سے بچ جائیں

(۵) ایسے آڑے وقت میں کوئی یار و مددگار نہیں بنتا -

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ (محمد آیت ۱۳) -

ترجمہ - اور کتنی بستیاں تھیں جو آپ کی اس بستی سے طاقت میں بڑھ کر تھیں - جس کے رہنے والوں نے آپ کو نکال دیا ہے - ہم نے انہیں ہلاک کر دیا تو ان کا کوئی مددگار نہ ہوا - یعنی جس طرح پہلی قوموں کا کوئی مددگار نہ تھا - اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا ۔

(باقی دارد)

بقیہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

صفحہ ۱۲ سے آگے :-

رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا - جس کسی نے ہم کو کچھ دیا ہے - وہ ہم سے اس کا بدلہ لے چکا ہے - ماسوا ابوبکر صدیق رضہ کے - انہوں نے ہمارے ساتھ نیکی اور بخشش کی ہے - جس کا بدلہ ان کو قیامت کے دن خود خداوند قدوس دیں گے اور کسی شخص کے مال سے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچا - جتنا کہ ابوبکر رضہ کے مال سے فائدہ پہنچا ہے ——— اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر رضہ کو بناتا ——— یاد رکھو! تمہارے صاحب (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ خداوند کریم کے خلیل ہیں -

۵ - ح :- عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ (رواہ الترمذی)

حضرت ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو فرمایا (دنیا میں) تم میرے صاحب غار (غار کے ساتھی) اور (آخرت میں) صاحب حوض (حوض کے ساتھی) ہوگے -

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کس پایہ کے بزرگ تھے - خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نہایت عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھتے تھے - صحابہ کرام رضہ آپ کا بیحد ادب و احترام کرتے تھے - آپ نے مدینہ طیبہ میں بعمر ۶۳ سال (۲۱ جمادی الآخر ۱۳ھ / ۲۲ اگست ۶۳۴ء) وفات فرمائی - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اللہ تعالےٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

ایک کے بدلے ستر

کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

پیارے بچو! آج ہم آپ کی خدمت میں ایک بہت ہی حیرت انگیز واقعہ پیش کرتے ہیں۔ جس کو پڑھ کر آپ یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ اپنے نیک بندوں کی دعا قبول کرتا ہے۔ جو وہ کہہ دیں وہی ہو جاتا ہے بلکہ اللہ پاک تو اپنے پیارے اور لاڈلے بندوں سے اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ جتنے کا وہ مطالبہ کریں اس سے کئی گنا عطا فرماویں۔

جعفر بن سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مالک بن دینارؒ کے ساتھ بصرہ گیا وہاں ایک عالی شان مکان بن رہا تھا۔ اور ایک نوجوان بیٹھا ہوا راجوں مزدوروں کو ہدایات دے رہا تھا۔ کہ یہاں یہ بنے گا اور وہاں یوں ہوگا۔ حضرت مالکؒ اس نوجوان کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ شخص کیسا حسین و جمیل ہے اور کس چیز میں پھنس رہا ہے۔ اس کو مکان کی تعمیر میں کیسی دلچسپی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ پاک سے اس نوجوان کے لئے دعا کروں کہ وہ اس کو اس جھگڑے سے چھڑا کر اپنا مخلص بندہ بنا لے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ جنت کے نوجوانوں میں بن جائے جعفر چلو اس نوجوان کے پاس چلیں۔ جعفر کہتے ہیں کہ ہم دونوں اس نوجوان کے پاس گئے۔ اس کو سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ وہ حضرت مالکؒ سے واقف تو تھا۔ مگر پہچانا نہیں۔ جب ذرا قریب ہوئے تو پہچانا اور کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ حضرت کیسے تشریف آوری ہوئی۔ حضرت مالکؒ نے فرمایا۔ تم نے اپنے مکان میں کس قدر روپیہ لگانے کا ارادہ کیا ہے اس نے کہا ایک لاکھ درم۔ حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے یہ ایک لاکھ درم دے دو۔ تو میں تمہارے لئے جنت میں ایک مکان کا ذمہ لیتا ہوں جو اس سے بدرجہا بہتر ہوگا اس میں نوکر چاکر بہت سے ہوں گے اس میں خیمے اور قبے سرخ یاقوت کے ہوں گے۔ جن پر موتی جڑے ہوں گے اس کی مٹی زعفران کی ہوگی۔ اس کا گارا مشک سے بنا ہوگا۔ جس کی خوشبوئیں مہکتی ہوں گی۔ وہ کبھی نہ پرانا ہوگا۔ نہ ٹوٹے گا۔ اس کو معمار نہیں بنائیں گے۔ بلکہ اللہ پاک کے امر کُن سے تیار ہو جائے گا۔ اس نوجوان نے کہا۔ مجھے سوچنے کے لئے آج رات کی مہلت دیجئے۔ کل صبح آپ تشریف لاویں تو میں اس کے متعلق اپنی رائے عرض کروں گا۔ حضرت مالکؒ واپس چلے گئے۔ اور رات بھر اس نوجوان کے فکر و سوچ میں رہے۔ آخر شب میں اس کے لئے بہت عاجزی سے دعا کی۔ جب صبح ہوئی تو ہم دونوں اس کے مکان پر گئے تو وہ باہر ہی انتظار میں بیٹھا تھا اور جب حضرت مالکؒ کو دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ حضرت مالک نے فرمایا۔ کل کی بات کے بارے میں کیا سوچا؟ اس نوجوان نے کہا۔ کہ آپ اس چیز کو پورا کریں گے۔ جس کا کل آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت مالک نے فرمایا۔ انشاء اللہ ضرور۔ اس نے ایک لاکھ درم لا کر سامنے رکھ دیئے اور قلم دوات بھی لا کر رکھا۔ حضرت مالکؒ نے ایک پرچہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ کے بعد لکھا کہ یہ اقرار نامہ ہے کہ مالک بن دینار نے فلاں شخص سے اس کا ذمہ لیا ہے کہ اس کے اس محل کے بدلہ میں اللہ پاک کے ہاں اس کو ایسا ایسا محل جس کی صفت اوپر بیان کی گئی ملے گا۔ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ عمدہ اور بہتر جو عمدہ سایہ میں اللہ پاک کے قریب ہوگا۔ یہ پرچہ لکھ کر اس کے حوالے کر دیا اور ایک لاکھ درم لے کر اس سے چلے آئے۔ جعفر کہتے ہیں کہ شام کو حضرت مالک کے پاس اس میں سے اتنا بھی باقی نہ تھا کہ ایک وقت کے کھانے ہی کا کام چل جائے۔ اس واقعہ کو چالیس دن بھی نہ گزرے تھے کہ ایک دن حضرت مالکؒ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو مسجد کی محراب میں ایک پرچہ پڑا دیکھا۔ یہ وہی پرچہ تھا جو مالک نے اس نوجوان کو لکھ کر دیا تھا اور اسکی پشت پر بغیر روشنائی کے لکھا ہوا تھا کہ یہ اللہ پاک کی طرف سے مالک بن دینار کے ذمہ کی برأت ہے جس مکان کا تم نے اس نوجوان سے ذمہ لیا تھا۔ ہم نے اس کو پورا پورا دے دیا اور اس سے ستر گنے زیادہ دیدیا۔ حضرت مالک اس پرچہ کو پڑھ کر کچھ حیران سے ہوئے۔ اسکے بعد ہم اس نوجوان کے مکان پر گئے تو وہاں پر سیاہی کا نشان تھا (جو سوگ کی علامت کے طور پر لگایا ہوگا) اور رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہم نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان کا کل انتقال ہو گیا۔ ہم نے پوچھا کہ اس کو غسل کس نے دیا تھا۔ اُسے بلایا اور اس کے نہلانے اور کفنانے کی کیفیت پوچھی۔ اس نے کہا کہ اس نوجوان نے اپنے مرنے سے پہلے مجھے ایک پرچہ دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ جب تو مجھے نہلا کر کفن پہنائے تو یہ پرچہ اس میں رکھ دینا۔ میں نے اس کو نہلایا کفنایا اور وہ پرچہ اس کفن کے اور بدن کے درمیان میں رکھ دیا۔ حضرت مالک نے وہ پرچہ اپنے پاس سے نکال کر اس کو دکھایا وہ کہنے لگا کہ یہ وہی پرچہ ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے اس کو موت دی۔ یہ پرچہ خود میں نے اس کے کفن کے اندر رکھا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر ایک دوسرا نوجوان اٹھا اور کہنے لگا کہ حضرت مالکؒ! آپ مجھ سے دو لاکھ درہم لے لیجئے اور مجھے بھی ایسا پرچہ لکھ دیجئے۔ حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ وہ بات دور چلی گئی۔ اب نہیں ہو سکتا۔ اللہ پاک جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اسکے بعد جب بھی حضرت مالکؒ اس نوجوان کا ذکر فرماتے تو رونے لگتے اور اس کیلئے دعا کرتے تھے (از روض)

عزیز بچو! بزرگوں کو اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے پیش آتے ہیں کہ جوش میں کوئی بات زبان سے نکل گئی تو اللہ پاک اس کو اسی طرح پورا فرماتے ہیں۔ جس کو حضورؐ کے پاک ارشاد میں اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ بہت سے بکھرے ہوئے بالوں والے غبار آلودہ لوگ جن کو لوگ اپنے دروازے سے ہٹا دیں اور انکی پرواہ بھی نہ کریں ایسے ہیں کہ اگر اللہ پاک پر کسی بات کی قسم کھا لیں تو وہ ان کی بات کو پورا کرے۔ (مسلم شریف)

ایڈیٹر
عبد المنان
جوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ... ... تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

سخاوت و ترحم کی فضیلت

ماخوذ از کتب امام غزالی رح

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رحم کرنے والا ہی جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! ہم سب رحیم ہیں۔ فرمایا جو شخص صرف اپنے ہی نفس پر رحم کرے وہ رحیم نہیں ہے۔ بلکہ رحیم وہ ہے جو اپنے اور غیروں پر بھی رحم کھاوے اپنے نفس پر رحم کھانے کے معنی یہ ہیں کہ گناہوں کو چھوڑنے اور توبہ کرنے سے اپنے نفس کو اللہ کے عذاب سے بچاوے اور دوسروں پر رحم کھانے کے یہ معنی ہیں کہ کسی کو تکلیف و آزار نہ پہنچاوے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ بلکہ بہائم اور بے زبان جانوروں پر بھی رحم کھاوے۔ ان کی طاقت سے بڑھ کر ان سے کام نہ لے۔ فرمایا کہ ہر ایک جاندار کے ساتھ نیکی کرنے کا اجر ملتا ہے۔

فرمایا حضورؐ نے کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ تم روئے زمین کے باشندوں پر رحم کرو۔ اللہ تم پر رحم کرے گا۔ فرمایا جو رحم نہیں کرتا۔ وہ رحم نہیں کیا جاتا اور جو بخشش نہیں کرتا وہ معاف نہیں کیا جاتا۔ مالکؓ بن انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر مسلمان پر مسلمان کے چار حقوق ہیں۔ (۱) احسان کرنے والے کی مدد کرنا (۲) گنہگاروں کو معاف کرنا (۳) بیماروں کی تیمارداری و بیمار پرسی کرنا (۴) توبہ کرنے والوں کے ساتھ محبت و پیار سے سلوک کرنا۔

باہمی رحمت و دوستی و محبت کے بارے میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ جب کوئی عضو بیمار ہوتا ہے۔ تو دوسر اعضاء کو قرار نہیں رہتا۔

فرمایا حضورؐ نے کہ سخی اللہ کے نزدیک ہے۔ جنت کے قریب ہے۔ لوگوں کے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے بخیل اللہ سے دور ہے۔ جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے اور دوزخ کے قریب ہے اور فرمایا کہ جاہل سخی خدا کو زیادہ پسند ہے۔ بہ نسبت بخیل عابد کے۔ فرمایا کہ قیامت کے روز چار شخص بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے۔ (۱) وہ عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے (۲) وہ حاجی جس نے بغیر فسق و فجور کے حج کیا اور حج کرنے کے بعد تمام بدکاریوں و گناہوں سے بچا رہا۔ (۳) وہ شہید جو دین اسلام کی خاطر میدان جنگ میں مارا جاوے۔ (۴) وہ سخی جس نے مال حلال سے کمایا ہو اور خدا کی راہ میں بغیر ریاکاری خرچ کیا ہو۔

یہ چاروں آپس میں جھگڑیں گے کہ ان میں سے کون پہلے جنت میں داخل ہو۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ بعض بندوں کو اس واسطے دولت و نعمت عطا کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو فائدہ پہنچادیں پس جو اس سے لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچاتا تو دوسروں کے حوالے کی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سخاوت بہشت کا ایک درخت ہے۔ جس کی شاخیں زمین تک پہنچی ہوئی ہیں جس نے اس کی کسی شاخ کو پکڑ لیا۔ وہ اس کو جنت میں لے جائے گی۔ آپؐ سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل بہتر ہے۔ فرمایا صبر۔ جوانمردی و سخاوت کسی نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں جس سے جنت میں چلا جاؤں۔ فرمایا دونوں جنت کے اسباب محتاجوں کو کھانا کھلانا اور آپس میں سلام پھیلانا

اور شیریں زبانی سے پیش آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ان اعمال کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

تریاق سانپ کی مفت تقسیم

(ذیل میں ہم ایک دوائی کا اشتہار بلا اجرت شائع کر رہے ہیں تاکہ اس کارخیر میں ہمارا بھی حصہ ہو جائے اشتہار دہندہ دوست یہ دوائی خلق خدا کی خدمت کے جذبے کے تحت مفت تقسیم کر رہے ہیں ہمیں اس دوائی کے متعلق کوئی علم نہیں خواہشمند حضرات خود منگوا کر تجربہ کریں (ادارہ))

دنیا میں آج تک سانپ کے جتنے تریاق دریافت ہوئے ہیں۔ وہ تمام اس اکسیر الاثر اور معجزہ نما دوائی کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ یہ تریاق ایک جرمن خاتون کا عطیہ ہے۔ جسے سانپ کے ڈسے ہوئے صدہا مریضوں پر استعمال کر کے حیرت انگیز کامیابی حاصل کی جا چکی ہے۔ سانپ خواہ کتنا ہی زہریلا کیوں نہ ہو۔ مارگزیدہ سمیت کے باعث بیہوش کیوں نہ ہو چکا ہو۔ ایسی گئی گزری حالت میں اس دوا کی ایک ننھی سی ٹکیہ استعمال کرا کر قدرت خداوندی کا کرشمہ دیکھئے۔

میں نے خدمت خلق کے لئے اس قیمتی تریاق کو مفت تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے امسال صرف ایسے پچاس مراکز قائم کئے جا رہے ہیں۔ جہاں سے یہ دوائی ضرورتمند مریضوں کو مفت مل سکے گی۔ اگر آپ کے علاقہ میں سانپ کے ڈسنے کی وارداتیں بکثرت ہوا کرتی ہیں۔ تو دس ممبران پر مشتمل ایک امدادی جماعت تیار کر کے اسکی مفت تقسیم کرنے کا حلفی اقرار نامہ ہمارے پاس ارسال کر دیں۔ دوائی بھیج دی جائے گی صرف محصول ڈاک و خرچ پیکنگ مبلغ -/۱/۴ روپیہ آپ کو ادا کرنا ہوگا۔

نوٹ۔ صرف ان درخواستوں پر غور کیا جائیگا جن علاقوں میں سانپ بکثرت پائے جاتے ہیں

ڈاکٹر عبد القادر خان اختر۔ نظامی منڈی۔ تونسہ ڈسٹرکٹ ڈی جی خاں۔ ویسٹ پاکستان۔

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا